(دوسرا باب)

باب اول گیتا کی طرف پہلا قدم ہے، جس کی شروعات میں عمل کے راہ رَو کو محسوس ہونے والی الجھنوں کی عکاسی ہے۔ جنگ کرنے والے سبھی کورَوا ور پانڈو تھے۔ لیکن شک وشبہہ کا کردار محض ارجن ہے۔ عشق ہی ارجن ہے۔ اِلٰہ۔ کے مطابق انسیت ہی عمل کے راہ رَو کو میدان اور میدان کے عالم کی ٹکراؤ کے لئے آمادہ کرتی ہے۔ انسیت ابتدائی درجہ ہے۔ قابل احترام مہاراج جی ، کہتے تھے۔ نیک اہل زندگی میں رہتے ہوئے کلالت ہونے لگے، اشک رواں ہوتا ہو، حلق بند ہوتا ہو تو سمجھا کہ یہیں سے یادالٰہی کی ابتداء ہوگئی۔ انسیت میں سب کچھ آجاتا ہے۔ اس میں دین اصول۔ صحبت نیک خیال سبھی موجود ہوں گے۔

انسیت کے پہلے قدم میں خاندان کی رغبت خلل پیدا کرتی ہے۔ پہلے سبھی چاہتے ہیں کہ ہم اس ممتاز حقیقت کو حاصل کرلیں۔ لیکن آگے بڑھنے پر وہ دیکھتا ہے کہ ان محبوب تعلقات کو ترک کرنا ہوگا۔ تب اس پر ناامیدی طاری ہوجاتی ہے۔ وہ پہلے سے جو کچھ فرض وفعل (धर्म कर्म) مان کر کرتا تھا، اتنے میں ہی اطمینان کرنے لگتا ہے۔ اپنی محبت کو تصدیق کرنے کیلئے وہ مروجہ قدامتوں کو بطور ثبوت بھی پیش کرتا ہے۔ جیسا ارجن نے کیا۔ خاندانی فرض ابدی ہے۔ جنگ سے ابدی دین کا خاتمہ ہوگا، خاندان کی بربادی ہوگی، بدعنوانی پھیلے گی یہ ارجن کا جواب نہیں تھا، بلکہ مرشد کی قربت سے پہلے کا اپنایا گیا محض ایک برارواج تھا۔

انہیں برے رواجوں میں پھنس کر انسان الگ الگ مذہب مختلف فرقوں چھوٹی بڑی دلبندی اور بے شمار ذاتوں کو گڑھ لیتا ہے۔ کوئی ناک دباتا ہے، کوئی کان پھاڑتا ہے، کسی کے چھونے سے دین تباہ ہوجاتا ہے، تو کہیں روٹی۔ پانی سے دین برباد ہوجاتا ہے۔ تو کیا اچھوت یا چھونے والوں کی غلطی ہے؟ ہرگز نہیں۔ غلطی ہمارے اندر شک پیدا کرنے والوں کی ہے۔ دین کے نام پر ہم برے رواج کے شکار ہیں لہٰذا غلطی ہماری ہے۔

مرد حق بدھ کے وقت میں وکیش کمبل۔ نام کا ایک فرقہ تھا، جس میں بال کو

بڑھا کر کمبل کی طرح استعمال کرنے کو مکمل ہونے کا پیمانہ ہونے کا مانا جاتا تھا۔کوئی गोव्रतिक (گائے کی طرح رہنے والا) تھا،تو کوئی ککُّر ورتک (کتے کی طرح کھانے، پینے، رہنے والا) تھا علم تصوف کا اِن سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔فرقے اور برے رواج پہلے بھی تھے۔آج بھی ہیں۔ٹھیک اِسی طرح شری کرشن کے دور میں بھی فرقے تھے، برے رواج تھے۔ان میں سے کچھ برے رواج کا شکار ارجن بھی تھا۔اس نے چار دلیلیں پیش کیں۔۱-ایسی جنگ سے ابدی دین تباہ ہو جائے گا۔۲-دوغلہ پیدا ہوگا۔۳-مرنے کے بعد جرم کو پانی دینے کا رواج (पिण्डोदक्रया) کا خاتمہ ہوگا اور۴-ہم لوگ خاندان کی بربادی کے ذریعہ بہت بڑا گناہ کرنے کو آمادہ ہوئے ہیں۔اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے فرمایا۔

سنجے بولا:-

तं तथा कृपयाविष्टमश्रुपूर्णाकुलेक्षणम्।
विषीदन्तमिदं वाक्यमुवाच मधुसूदनः।।१।।

رحم دل۔اشکوں سے لبریز بے قرار آنکھوں والے اُس ارجن کے متعلق، مدھوسودھن۔मधुसूदन غرور کا خاتمہ کرنے والے شری کرشن نے یہ قول فرمایا۔

شری بھگوان بولے श्रीभगवानुच:

कुतस्त्वा कश्मलमिदं विषमे समुपस्थितम्।
अनार्यजुष्टमस्वर्ग्यमकीर्तिकरमर्जुनः।।२।।

ارجن! اس غیر مساوی مقام میں تجھیں یہ ناسمجھی کہاں سے آ گئی؟ غیر مساوی مقام یعنی جس کی برابری کا تخلیق میں کوئی مقام ہے ہی نہیں۔ماورائی ہے مقصود جس کا۔اُس غیر اختلافی مقام پر تیرے اندر جہالت کہاں سے آ گئی؟ جہالت کیوں؟ ارجن تو ابدی دین کی حفاظت کیلئے کمر بستہ ہے۔کیا ابدی دین کی حفاظت کے لئے جی جان سے تیار ہونا جہالت ہے؟ شری کرشن کہتے ہیں۔ہاں۔یہ جہالت ہے۔نہ تو متوقع انسانوں کے ذریعہ اِس کا برتاؤ کیا گیا ہے۔نہ جنت ہی عطا کرنے والا ہے اور نہ یہ شہرت ہی عطا کرنے والا ہے۔نیک راہ

پر جو مضبوطی کے ساتھ قائم ہے۔ اُسے افضل (भाग्य) کہتے ہیں۔ خاندان کے لئے مرنا۔مٹنا اگر جہالت نہ ہوتی۔ تو عظیم انسان اُس پر ضرور چلے ہوتے۔ اگر خاندانی فرض ہی حق ہوتا۔ تو جنت اور بھلائی کا لا درجہ(न:श्रेणी) ضرور بنتا۔ یہ شہرت عطا کرنے والا بھی نہیں ہے۔ میرا ،یادالٰہی میں لگ گئی،تو،لوگ کہیں میرا بھئی باوری۔ساس کہے کُلناشی اے۔جس خاندان اور عزت کے لئے میرآ کی ساس مصیبت کا اظہار کرتی ہوئی رو رہی تھی، آج اُس خاندانی ساس کو کوئی نہیں جانتا،میرآ کو ساری دنیا جانتی ہے،ٹھیک اِسی طرح خاندان کے لئے جو پریشان ہیں ان کی بھی شہرت کب تک رہے گی؟ جس میں شہرت نہیں، بھلائی نہیں۔صالح انسانوں نے بھول کر بھی جس کا برتاؤ نہیں کیا،تو ثابت ہے کہ وہ جہالت ہے لہٰذا

क्लैब्यं मा स्म गमः पार्थ नैतत्त्वय्युपपद्यते।

क्षुद्रं हृदयदौर्बल्यं त्यक्त्वोत्तिष्ठ परंतप ।।३।।

ارجن : نامرد مت بن۔ کیا ارجن نامرد تھا؟ کیا آپ مرد ہیں؟ نامرد وہ ہے،جس میں مردانگی نہ ہو۔ سب اپنی سمجھ سے مردانگی ہی تو کرتے ہیں۔ کاشتکار۔رات۔دن۔خون پسینہ ایک کر کے کھیت میں مردانگی ہی تو کرتا ہے۔کوئی روزگار میں مردانگی سمجھتا ہے تو کوئی اپنے عہدہ کا کا غلط استعمال کر کے مرد بنتا ہے۔ زندگی بھر مردانگی کرنے پر بھی خالی ہاتھ جانا پڑتا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ مردانگی نہیں ہے۔خالص مردانگی ہے۔خودشناسی گارگی (ایک قدیمی دور کی عالمہ) نے'याज्ञवल्क्य' (قدیمی دور کے عالم فاضل مرد خدا) سے کہا۔

नपुंसक पुमान् ज्ञेयो न वेत्ति हृदि स्थितम्।

पुरुषं स्वप्रकाशं तस्मानन्दात्मानमव्ययम्।।

وہ مرد ہوتے ہوئے نامرد ہے، جو دل میں قائم روح کو نہیں پہچانتا! روح ہی بشکل مرد آدمی، خود پرنور، اعلیٰ، پرلطف اور غیر مرئی ہے۔اسے حاصل کرنے کی کوشش ہی مردانگی ہے۔ارجن :-تو نامردی کا حاصل نہ بن ۔ یہ تیرے لئے واجب نہیں ہے !اے اعلیٰ ریاضت کش۔دل کی حقیر کمزوری کو ترک کر جنگ کیلئے کھڑا ہو! رغبت کو ترک کر! یہ محض دل

کی کمزوری ہے۔اس پرارجن نے تیسرا سوال کھڑا کیا۔

(ارجن بولا)

कथं भीष्माहं संख्ये द्रोणं च मधुसूदन।

इषुभिः प्रति योतस्यामि पूजार्हावरिसूदन।।४।।

غرور کوختم کرنے والے مدھوسودن''میں میدان جنگ میں جد، بھیشم اور علامہ درونڑ سے کس طرح تیروں سے جنگ کروں گا، کیوں کہ اری سودن۔دونوں ہی قابل احترام ہیں۔

شرک ہی درونڑ ہے۔معبود الگ ہے،ہم الگ ہیں،شرک کا یہ احساس ہی حصول کی ترغیب کا ابتدائی مخرج ہے۔یہی علامہ مخرن درونڑ کی ثقالت ہے۔شک ہی بھیشم ہے،جب تک شک ہے تبھی تک بچے،خاندان،رشتے دار سبھی اپنے لگتے ہیں۔اپنا لگنے میں شک ہی ذریعہ ہے۔روح انہیں کو قابل احترام مان کر اِن کے ساتھ رہتی ہیکہ یہ پدر ہیں،اجداد ہیں، خاندان کے معلم ہیں وغیرہ!ریاضت کے تکمیلی دور میں गरु न चेला, पुरुव अकेला(نہ کوئی استاد ہے نہ شاگرد،صرف تنہا انسان ہے) न बन्धुर्न गुरुर्नैव शिष्यः। चिदानन्दरूपः शिवोऽहम्।

शिवोऽहम्

جب قلبی رجحان اس اعلیٰ مسرت میں محو ہو جاتا ہے تب نہ مرشدؔ علم دینے والا اور نہ شاگرد لینے والا ہی رہ جاتا ہے!یہی ماوَرائی کی حالت ہے!مرشدؔ کی ثقالت حاصل کر لینے پر ثقالت ایک جیسی ہو جاتی ہے!شری کرشن کہتے ہیں ارجنؔ تم مجھ میں قیام کرے گا!جیسے شری کرشن ویسا ہی ارجن اور ٹھیک ویسا ہی حاصل کرنے والا عظیم انسان ہو جاتا ہے!ایسی حالت میں مرشدؔ کی ذات بھی تحلیل ہو جاتی ہے۔ثقالت دل میں رواں ہو جاتی ہے۔ارجن مرشدؔ کے عہدہ کی ڈھال بنا کر اس جنگ میں شامل ہونے سے کترانا چاہتا ہے۔وہ کہتا ہے۔

गुरूनहत्वा हि महानुभावान्।

श्रेयो भात्तुं भैक्ष्यमपीह लोक।

हत्वार्थकामांस्तु गुरुनिहैव

भुञ्जीय भोगान्रूधिरप्रदिग्धान् ।।५।।

ان قابل تعظیم معلم حضرات کو نہ مار کر میں اس دنیا میں بھیک کا دانا بھی بہتر سمجھتا ہیں !یہاں بھیک کا مطلب پیٹ پالنے کے لئے بھیک مانگتا نہیں، بلکہ صالح انسانوں کی چھوٹی، موٹی خدمت کے بدے ان سے بھلائی کی التجا ہی بھیک ہے۔' अन्नं ब्रह्मेति व्यजानात् (तैत्तिरीय) 'اناج واحد پرورد گار ہے، جسے حاصل کرنے کے لئے روح ہمیشہ کے لئے آسودہ ہوجاتی ہے! کبھی غیر آسودہ نہیں رہتی، ہم عظیم انسانوں کی خدمت اور ان سے التجا کے ذریعہ دھیرے دھیرے خدائی نوشاب کو حاصل کریں، لیکن یہ خاندان نہ چھوٹے، یہی ارجن کے بھیک کے اناج کی خواہش ہے۔ دنیا میں زیادہ تر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں! وہ چاہتے ہیں کہ خاندانی

محبت کے تعلقات کو نہ چھوڑنا پڑے اور نجات بھی رفتہ رفتہ حاصل ہوجائے۔ لیکن راہ رَو کے لئے جس کے تاثرات ان کے اوپر ہیں، جس میں ٹکر لینے کی صلاحیت ہے۔ جن کے برتاؤ کے طور طریقے میں چھتری پن کی روانی ہے، اس کے لئے اس بھیک کے اجناس کا وصول نہیں ہے۔ خود نہ کر کے، التجا کرنا بھیک کا اناج ہے۔ گوتم بدھ نے بھی मज्झिम निकाय के 'धम्मदायाद सुत्त-' میں اس بھیک کے اناج کو 'आमिष-दायाद' (گوشت کی بھیک) کہہ کر قابل نفرت مانا ہے۔ جبکہ جسم کو زندہ رکھنے کے خیال سے سبھی بھیکاری تھے۔

ان قابل احترام لوگوں کو مار کر ملے گا کیا؟ اس دنیا میں خون آلودہ دولت اور خواہشات کے عیش و عشرت ہی تو لطف اٹھانے کیلئے ملیں گی۔ ارجن شاید سوچتا تھا کہ یادرب سے مادیاتی سکون کی تعداد میں اضافہ ہوگا، اتنی جدوجہد کے بعد بھی اس جسم کی مقوی دولت اور خواہش کے عیش ہی تو ملیں گے۔ وہ پھر دلیل پیش کرتا ہے۔

न चैतद्विद्मः कतरन्नो गरीयो-

यद्वा जयेय यदि वा नो जयेयुः।

यानेव हत्वा न जिजीविषाम-

स्तेऽवस्थिताः प्रमुखे धार्तराष्ट्राः ।।६।।

یہ بھی طے نہیں ہے وہ عیش ملے گا ہی! یہ بھی ہم نہیں جانتے کہ ہمارے لئے کیا کرنا بہتر ہے، کیونکہ جو کچھ ہم نے کہا۔ وہ جہالت ثابت ہو گیا۔ یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ہم خواہ انہیں ہی فتح حاصل ہو گی۔ جنہیں ہم مار کر جینا بھی نہیں چاہتے، وہ ہی دھرت راشٹر کے اولاد ہمارے سامنے کھڑے ہیں، جہالت کی تمثیل دھرت راشٹر سے پیدا فرفتگی وغیرہ کے ساتھ اپنے لوگوں کی جماعتیں مٹ ہی جائیں گی۔ تب ہم جیت کر ہی کیا کریں گے؟ ارجن پھر سوچتا ہے کہ جو کچھ ہم نے کہا، شاید یہ بھی جہالت ہو، لہٰذا گزارش کرتا ہے۔

कार्पण्यदोषोपहतस्वभावः

पृच्छामि त्वां धर्मसंमूढचेताः।

यच्छ्रेयः स्यान्निश्चितं ब्रूहि तन्मे

शिष्यस्तेऽहं शाधि मां त्वां प्रपन्नम् ।।७।।

بخیلی (بزدلی) کی برائیوں کے زیر اثر برباد فطرت والا، دین کے بارے میں ہر طرح سے فرفتہ قلب والا میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ جو کچھ طے شدہ اعلیٰ افادی ہو، وہ وسیلہ مجھے بتایئے! میں آپ کا خاص الخاص شاگرد، آپ کی پناہ میں ہوں، مجھے سنبھالیئے۔

लाद दे लदाय दे और लदानेवाला साथ चले।, گر کہیں گٹھر گر پڑا، تب کون لودائے گا۔ ایسی ہی سپردگی ارجن کی ہے۔

یہاں ارجن نے خود کو پوری طرح سپرد کر دیا۔ ابھی تک وہ شری کرشن کو ہم وزن ہی سمجھتا تھا، صرف یہی نہیں مختلف علوم میں اپنے کو کچھ آگے ہی مانتا تھا۔ یہاں اس نے اپنی لگام شری کرشن کو حقیقتاً سپرد کر دی۔ مرشد آخری منزل تک دل میں مقام کر ریاضت کش کے ساتھ چلتے ہیں۔ اگر وہ ساتھ نہ رہیں، تو ریاضت کو منزل نہ ملے کسی دوشیزہ کے خاندان والے جس طرح شادی نکاح تک اس کو احتیاط کی نصیحت دیتے ہوئے سنبھال لے جاتے ہیں، ٹھیک

اُسی طرح مرشدؔ اپنے شاگرد کی باطن سے رتھؔ بان بن کر اسے دنیا کے پیچ وخم سے بچا کر منزل تک پہونچا دیتے ہیں۔ ارجن گزارش کرتا ہے کہ بھگوان ایک بات اور ہے۔

न हि पश्यामि ममापनुद्याद्

यच्छोकमुच्छोषणमिन्द्रियाणाम् ।

अवाप्य भुमावसपत्नमृद्धं-

राज्यं सुरणामपि चाधिपत्यम् ।।८।।

زمین بنا کسی جھنجھٹ کے مال وزر سے بھرے اقتدار کو اور دیوتاؤں کے سرتاج اندرؔ کے مقام کو پا کر بھی میں اس طریقہ کو نہیں دیکھتا، جو میری حواس کو یہ خشک والی خلش کو دور کر سکے، جب خلش بنی ہی رہی، تو سب لیکر ہی میں کیا کروں گا؟ اگر اتنا ہی ملنا ہے، تو معاف کریں۔ ارجن نے سوچا، اب اس کے آگے بتائیں گے بھی کیا؟

(سنجے بولا)

एवमुक्त्वा हृषीकेशं गुडाकेशः परंप।

न योत्स्य इति गोविन्दमुक्त्वा तूष्णीं बभूव ह।।६।।

سنجے بولا۔ فرنگی کی تمثیل سیاہ رات پر فتح حاصل کرنے والے ارجن نے دل کے علیم شری کرشن سے یہ کہہ کر کہ ''گوبندؔ۔ میں جنگ نہیں کروں گا! خاموش ہو گیا۔ ابھی تک ارجنؔ کی نظر پرانٹر کے متعلق ہے۔ جس میں مذہبی معاملات کے ساتھ عیش وعشرت کو حاصلر نے کا اصول ہے، جس میں جنت ہی سب کچھ مانی جاتی ہے۔ جس پر شری کرشن روشنی ڈالیں گے کہ یہ نظریہ بھی غلط ہے۔

तमुवाच हृषीकेशः प्रहसन्निव भारत।

सेनयोरुभयोर्मधये विषीदन्तमिदं वचं।।१०।।

اس کے بعد اے شاہ۔ عالم القلوب جوگ کے مالک شری کرشنؔ نے دونوں طرف کی فوجوں کے درمیان میں اس غمزدہ ارجن سے ہنستے ہوئے یہ بات کہی۔

(شری بھگوان بولے)

अशोच्यानन्वशोचस्त्वं प्रज्ञावादांश्च भाषसे।
गतासूनगतासूंश्च नानुशोचन्ति पण्डिताः।।११।।

ارجنؔ: تو ایسے لوگوں کے لئے غمزدہ ہے جو غم کرنے کے قابل نہیں ہیں جن کے لئے غم کیا جائے اور عالموں جیسی باتیں کرتا ہے۔لیکن عقل سے۔بحر و بر عالموں۔جن کی جان چلی گئی ہے ان کیلئے اور جن کے اندر جان باقی ہے۔ان کے لئے بھی غم نہیں کرتے،کیوں کہ ایک دن وے بھی فنا ہو جائیں گے۔تو عالموں جیسی محض باتیں کرتا ہے۔درحقیقت عالم ہیں۔نہیں۔ کیونکہ۔

न त्वेवाहं जातु नासं न त्वं नेमे नेमे जनाधिपाः।
न चैव न भविष्यामः सर्वे वयमतः परम् ।।१२।।

ایسا بھی نہیں ہے کہ میں یعنی مرشدؔ کامل کسی دور میں نہیں تھا خواہ تو عاشق (अनुरागी) اہل یا 'जनाधिपा: 'شاہ لوگ یعنی ملکات رویہ والی خصلت میں پایا جانے والا غرور نہیں تھا۔اور نہ ایسا ہی ہے کہ آگے ہم سب نہیں رہیں گے۔مرشد کامل ہمیشہ رہتا ہے،عاشق ہمیشہ رہتے ہیں یہاں جوگ کے مالک نے جوگ کی ابدیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مسقبل میں بھی اس کی موجودگی پر زور دیا مرنے والوں کے لئے غم نہ کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

देहिनोऽस्मिन्यथा देहे कौमारं यौपनं जरा।
तथा देहान्तरप्राप्तिर्धीरस्तत्र न मुहयति ।।१३।।

جیسی ذی روح کے اس جسم میں بچپنا، جوانی اور ضعیفی کی حالت ہوتی ہے، ویسے ہی مختلف اجسام کے حصول میں ثابت قدم انسان فرفتہ نہیں ہوتا ہے،کبھی آپ بچے تھے رفتہ رفتہ جوان ہوئے،تب آپ فنا تو نہیں ہو گئے؟ پھر ضعیف ہوئے!انسان ایک ہی ہے،اُسی طرح ذرا بھی فرق نئے جسم کے حصول پر نہیں پڑتا۔جسم کا یہ تغیر تب تک چلے گا جب تک تغیر سے ماورا چیز نہیں حاصل ہو جاتی۔

मात्रास्पर्शास्तु कौन्तेय शीतोष्णसुखदुः खदाः।

आगमापायिनोऽनित्यास्तांस्तितिक्षस्व भारत ।।१४।।

کُنتی کے پسر، سردی اور گرمی کو عطا کرنے والے حواس اور اُن کے موضوعات کے اتفاق تو ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں، وقتی ہیں۔لہٰذا بھرت کے خاندان والے ارجن تو اس کو ترک کر۔ ارجن حواس اور اس کے موضوعات کے مطابق کے ذریعہ حاصل ہونے والے سکون کو یاد کر کے ہی بے قرار تھا۔خاندانی فرض، خاندانی معلموں کی پرستاری وغیرہ حواس کے لگاؤ کے تحت ہیں۔ یہ وقتی ہیں، جھوٹے ہیں، فانی ہیں، موضوعات کا اتفاق نہ ہمیشہ ملے گا اور نہ ہمیشہ حواس میں حاصل کرنے کی طاقت ہی رہے گی۔لہٰذا ارجن۔تو ان کو ترک کر، برداشت کر۔ کیوں؟ کیا ہمالیہ کی جنگ تھی، جو ارجن سردی برداشت کرتا؟ یا کیا یہ ریگستان کی جنگ ہے۔ جہاں ارجن گرمی برداشت کریں؟'कुरुक्षेत्र' میدانِ جنگ جیسا کہ لوگ عام طور پر باہر گزارتے ہیں، معتدل جگہ ہے۔ تمام سب اٹھارہ دن تو جنگ ہوئی، اتنے میں کہاں سردی گرمی گئی ؟ درحقیقت سردی گرمی، تکلیف و آرام، عزت، ذلت کا برداشت کرنا ایک جوگی پر منحصر کرتا ہے۔ یہ دل کی دنیا کی جنگ کی عکاسی ہے، اس خارجی جنگ کے لئے' گیتا' نہیں کہتی۔۔ یہ میدان اور عالم میدان کی جنگ ہے۔جس میں دنیوی دولت کا پوری طرح سے خاتمہ کر، معبود میں مقام دلا کر روحانی دولت بھی خاموش ہو جاتی ہے۔ جب عیوب ہے ہی نہیں تو ہم ذات خصائل کس پر حملہ کریں لہٰذا تکمیل کے ساتھ ہی وہ بھی خاموش ہو جاتی ہیں، اس سے پہلے نہیں' ' گیتا' باطنی دنیا کی جنگ کی عکاسی ہے۔اس ایثار سے حاصل کیا ہوگا؟ اس سے فائدہ کیا ہے اس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

यं हि न व्यथयन्त्येते पुरुषं पुरुषर्षभ।

समदुःखसुखं धीरं सोऽमृतत्वाय कल्पते ।।१५।।

کیوں کہ اے مرد آدمی۔آرام اور تکلیف کو یکساں سمجھنے والے جس ثابت قدم انسان کو حواس اور موضوعات کے اتفاق غمزدہ نہیں کر پاتے، وہ موت سے ماورا لافانی عنصر

کوحاصل کرنے کی صلاحیت والا ہوجاتا ہے، یہاں سے شری کرشن نے ایک حصول یابی، عنصر لافانی، کا ذکر کیا ارجن سوچتا تھا کہ جنگ کے ثمرہ میں جنت نصیب ہوگی یا زمین۔لیکن شری کرشن کہتے ہیں کہ نہ جنت ملے گی نہ زمین بلکہ جاویدانی ملے گی۔جاویدانی کیا ہے؟

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः।
उभयोरपि दृष्टोऽन्तस्त्वनयोस्तत्त्वदर्शिभिः ।।१६।।

ارجن باطل کا وجودنہیں ہے۔وہ ہے ہی نہیں اسے روکا نہیں جاسکتا۔اور حق کی تینوں تسلسلِ وقت میں کمی نہیں ہے، اسے مٹایانہیں جاسکتا۔ارجن نے سوال کیا۔کیا بندہ پرور ہونے کی حیثیت سے آپ کہتے ہیں؟ شری کرشن نے بتایا۔میں تو کہتا ہی ہوں۔اِن دونوں کا یہ فرق ہمارے ساتھ ساتھ حق شناس انسانوں کے ذریعہ بھی دیکھا گیا ہے۔شری کرشن نے اسی حقیقت کو دہرایا جسے مبصر انسانوں نے کبھی دیکھ لیا تھا۔شری کرشن بھی ایک حق شناس عظیم انسان تھے۔عنصر اعلیٰ روح مطلق کا بدیہی دیدار کر کے اس۔اس مقام پر فائز انسان حق شناس کہلاتے ہیں۔حق اور باطل ہے کیا؟ اس پر فرماتے ہیں۔

अविनाशि तु तद्विद्धि येन सर्वमिदं ततम्।
विनाशमव्ययस्यास्य न कश्चित्कर्तुमर्हति ।।१७।।

لافانی تو وہ ہے جس سے یہ ساری دنیا جاری وساری ہے۔اس (अव्ययस्य) لافانی کوفنا کرنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے، لیکن اس لافانی، وجاودانی کا نام کیا ہے؟ وہ ہے کون؟

अन्तवन्त इमे देहा नित्यस्योक्ताः शरीरिणः।
अनाशिनोऽप्रमेयस्य तस्माद्युध्यस्व भारत ।।१८।।

لافانی لاثبوت، ہمیشہ موجود رہنے والے روح کے یہ سبھی اجسام فانی کہے گئے ہیں لہٰذا بھرت کے خاندان والے ارجن۔تو جنگ کر: روح ہی نوشاب ہے۔روح ہی لافانی ہے، جو تینوں تسلسل زمانہ میں فنا نہیں ہوتی روح ہی حق ہے! جسم فانی ہے، یہی باطل ہے جس کا تینوں تسلسلِ زمانہ میں وجودنہیں ہے۔

جسم فانی ہے۔ لہٰذا تو جنگ کر۔" اس حکم سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ارجن صرف کوروؤں کو مارے! پانڈوں کے طرفداروں میں بھی تو اجسام ہی کھڑے تھے، کیا پانڈوؤں کے اجسام لافانی تھے؟ اگر جسم فانی ہے تو شری کرشن کس کی حفاظت میں کھڑے تھے۔ کیا ارجن کوئی جسم والا تھا؟ جسم تو باطل ہے جس کا وجود نہیں ہے، جسے روکا نہیں جا سکتا کیا شری کرشن اس جسم کی حفاظت میں کھڑے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو وے بھی ناسمجھ اور جاہل ہیں، کیونکہ آگے شری کرشن خود کہتے ہیں کہ جو صرف جسم کیلئے کھانا پکاتا ہے، محنت کرتا ہے، (باب ۳/۱۳) وہ ناسمجھ اور جاہل ہے۔ وہ تاعمر گناہ کرنے والا انسان بے کار ہی جیتا ہے آخر کار ارجن کون تھا؟

درحقیقت عشق ہی ارجن ہے! عاشق کے لئے معبود ہمیشہ رتھ بان بن کر ساتھ میں رہتے ہیں! محبّ کی طرح اُس کی رہنمائی کرتے ہیں، آپ جسم نہیں ہیں۔ جسم تو لباس ہے، رہنے کا مکان ہے۔ اس میں رہنے والا انسیت سے بھری ہوئی روح ہے۔ مادی جنگ میں مارنے کاٹنے سے اجسام کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ یہ جسم چھوٹے گا تو روح دوسرے جسم میں داخل ہو جائے گی۔ اسی کے متعلق شری کرشن کہہ چکے ہیں کہ جس طرح بچپن سے جوانی یا ضعیفی آتی ہے، اسی طرح جسم کا بدلاؤ بھی حاصل ہوتا ہے۔ جسم کو کاٹیں گے تو ذی روح نیا لباس بدل لے گی۔

جسم اپنے تاثرات پر منحصر ہے اور تاثر کی بنیاد من ہے एम मनुष्याणां कारणं बन्धमोक्षयोः। من کا پوری طرح قابو میں ہونا مستحکم ثابت قدم ہونا اور آخری تاثر کی تحلیل ایک ہی بات ہے، تاثرات کی بنیاد کا ٹوٹ جانا ہے اجسام کا خاتمہ ہے۔ اسے توڑنے کے لئے آپ کو عبادت کرنی ہوگی، جسے شری کرشن نے 'عمل' یا بے غرض عملی جوگ، کا نام دیا ہے شری کرشن نے جگہ جگہ پر ارجن کو جنگ کی ترغیب دی، لیکن ایک بھی اشلوک ایسا نہیں ہے جو مادی جنگ یا مارکاٹ کی حمایت کرتا ہو۔ یہ جنگ ہمزات اور غیر نسلی خصائل کی ہے، دل کی دنیا میں ہے۔

य एनं वेत्ति हन्तारं यश्वचैनं मन्यते हतम्।
उभौ तौ न विजानीतो नायं हन्ति हन्यते ।।१६।।

جواس روح کو مارنے والا مانتا ہے اور جو اس روح کو مری ہوئی سمجھتا ہے، وہ دونوں ہی روح کی حقیقت کو نہیں جانتے ہیں، کیونکہ یہ روح نہ تو مرتی ہے اور نہ ماری جاتی ہے پھر اسی حقیقت پر زور دیتے ہیں۔

न जायते म्रियते वा कदाचिन्नायं
भमत्वा भविता वा न भूयः।
अजो नित्यः शाश्वतोऽयं पुराणो-
नहन्यते हन्यमाने शरीरे ।।२०।।

یہ روح کسی دور میں نہ تو پیدا ہوتی ہے اور نہ فنا ہوتی ہے، کیونکہ یہ فقط لباس ہی تو بدلتی ہے۔ یہ روح ہو کر اور دوسرا کچھ ہونے والی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ابدی ہے، ہمیشہ رہنے والی ہے دائمی اور قدیمی ہے۔ جسم کے ختم ہونے پر بھی اس کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ روح ہی حق ہے روح ہی قدیمی ہے، روح ہی دائمی اور ابدی ہے۔ آپ کون ہیں؟ ابدی دین کے مقلد۔ ابدی کون ہے؟ روح۔ آپ روح کے پیرو ہیں، روح، روح مطلق اور خدا ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ آپ کون ہیں؟ دائمی دین کے پرستار۔ دائمی کون ہے روح۔ یعنی ہم اور آپ روح کے پرستار ہیں اگر آپ روحانی راہ کو نہیں جانتے تو آپ کے پاس دائمی اور ابدی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس کے لئے آپ آہیں بھرتے ہیں، تو امیدوار ضرور ہیں لیکن ابدی دین والے نہیں ہیں۔ ابدی دین کے نام پر کسی بد رواج کے شکار ہیں۔ اپنے ملک میں یا غیر ملک میں، شکار ہیں۔

اپنے ملک میں یا غیر ملک میں ہر انسان میں روح ایک ہی جیسی ہے۔ اس واسطے ساری دنیا میں کہیں بھی کوئی روح کی حالت دلانے والا طریقہ جانتا ہے۔ اور اس پر چلنے کیلئے کوشش میں لگا ہے، تو وہ دائمی دین والا ہے۔ چاہے اپنے کو وہ عیسائی مسلمان، یہودی یا کچھ

بھی کیوں نہ کہہ لے۔

वेदाविनाशिनं नित्यं य एनमजमव्ययम्

कथं स पुरुषः पार्थ कं धातयति हन्ति कम् ।।२१।।

خاکی جسم کو رتھ بنا کر ذات مطلق کی تمثیل منزل مقصود پر بے ضرر نشانہ لگانے والا ''پرتھا'' पृथा کا پسر ارجن۔ جو انسان اس روح کو لافانی ابدی دائمی اور غیر مرئی جانتا ہے، وہ انسان کیسے کسی کو ہلاک کرواتا ہے اور کیسے کسی کو ہلاک کرتا ہے؟ لافانی کا فنا ہونا غیر ممکن ہے جو دائمی ہے وہ جنم نہیں لیتا۔ لہٰذا جسم کے لئے غم نہیں کرنا چاہئے۔ اِسی کو مثال دے کر صاف کرتے ہیں۔

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय

नवानि गृह्णाति नरोऽपराणि।

तथा शरीराणि विहाय जीर्णा-

न्यन्यनि संयाति नवानि देही ।।२२।।

جیسے انسان 'जीर्णानि वासांसि' بوسیدہ پرانے لباسوں کو چھوڑ کر نئے لباسوں کو پہنتا ہے ،ٹھیک ویسے ہی ذی روح پرانے اجسام کو ترک کر دوسرے نئے اجسام میں داخل ہو جاتی ہے، جسم کے بوسیدہ ہونے پر ہی نیا جسم قبول کرنا ہے تو بچے کیوں مر جاتے ہیں؟ یہ لباس تو اور عمدہ ہونا چاہئے۔ درحقیقت یہ جسم اپنے تاثرات پر منحصر ہے۔ جب تاثرات بوسیدہ ہوتے ہیں تو جسم سے واسطہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر تاثر دو دن کا ہے تو دوسرے دن ہی جسم بوسیدہ ہو گیا اس کے بعد انسان ایک سانس بھی زیادہ نہیں ''زندہ رہتا'' تاثر ہی جسم ہے۔ روح تاثرات کے مطابق نیا جسم قبول کر لیتی ہے۔ अथखलु क्रतुमयः पुरुषः। यथा इहैव प्रेत्य भवति। कृतं लोकं पुरुषोऽभिजायते (छान्दोग्योपनिषद्) یعنی یہ انسان یقینی طور پر قرارداد ہے۔ اس دنیا میں انسان جیسا مستقل ارادہ والا ہوتا ہے۔ ویسا ہی یہاں سے مر کر جانے پر ہوتا ہے اپنے عزم سے بنائے ہوئے اجسام میں انسان جنم لیتا ہے۔ اس طرح موت محض جسم کا بدلاؤ ہے

روح نہیں مرتی ہے پھراس کی جاویدانی اورابدیت پرزور دیتے ہیں۔

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः।
न चैनं क्लेदयन्त्यापो न शोषयति मारूतः ।।२३।।

ارجن۔اس روح کواسلحہ وغیرہ نہیں کاٹ سکتے! آگ اسے جلا نہیں سکتی۔پانی اسے نمناک نہیں کرسکتا اور نہ ہوا اِسے خشک ہی کرسکتی ہے۔

अच्छेद्यो ऽयमदाहयो ऽयमक्लेद्यो ऽशोष्य एव च।
नित्यः सर्वगतः स्थाणुरचलो ऽयं सनातनः ।।२४।।

یہ روح نا قابل تقسیم ہے۔جس میں سوراخ نہیں کیا جاسکتا۔یہ نا قابل آتش زنی ہے اسے جلایا نہیں جاسکتا۔یہ نا قابل نمناک ہے۔اسے گیلا نہیں کیا جاسکتا۔آسمان اسے اپنے میں جذب نہیں کرسکتا۔یہ روح بلاشبہہ نا قابل خشک،عالم گیر مستحکم۔مستقل رہنے والی اورابدی ہے۔

ارجن نے کہا تھا کہ خاندانی فرض دائمی ہے۔ایسی جنگ کرنے سے دائمی دین مٹ جائے گا لیکن شری کرشن نے اسے جہالت مانا اور روح کو ہی دائمی بتایا۔آپ کون ہیں؟ دائمی دین کے پیروں۔دائمی کون ہے؟ روح! اگر آپ روح تک کی دوری طے کرنے والے طریقۂ خاص سے واقف نہیں ہے۔تو آپ دائمی دین نہیں جانتے۔اس کار برانتیجہ فرقہ پرستی میں پھنسے مذہبی بزدل لوگوں کو بھوگنا پڑرہا ہے۔قرون وسطیٰ بھارت میں غیر ملک سے آنے والے مسلمان محض بارہ ہزار تھے۔آج تقریباً آٹھ کروڑ سے بھی زیادہ ہیں۔بارہ ہزار سے بڑھ کر لاکھوں کی تعداد میں ہوجاتے ، زیادہ سے زیادہ تقریباً ایک کروڑ ہوجاتے اور کتنے ہوجاتے ؟ یہ اٹھائیس کروڑ سے بھی آگے بڑھ رہے ہیں۔سب ہندو ہی تو ہیں۔آپ کے سگے بھائی ہیں۔جو چھونے اور کھانے سے برباد ہوگئے۔وے برباد نہیں ہوئے ورنہ اُن کا دائمی ،نا قابل تبدیل دین برباد ہوگیا، جب مادیاتی دائرہ میں پیدا ہونے والی کوئی چیز اس ابدی کو چھو نہیں سکتے تو چھونے کھانے سے دائمی دین کیسے برباد ہوسکتا ہے؟ یہ دین نہیں،ایک

بری روایت کے حالات تھے، جس سے بھارت میں فرقہ پرستی پر منحصر دلوں کی دوری بڑھی ،ملک کا بٹوارہ ہوااور قومی اتحاد کا آج بھی مسئلہ سامنے کھڑا ہے۔

ان برے رواجوں کے واقعات تواریخ میں بھرے پڑے ہیں۔ حمیر پور ضلع میں پچاس ساٹھ اہل خاندانی چھتری تھے۔آج وہ سب مسلمان ہیں۔نہ ان پر توپ کا حملہ ہوا۔نہ تلوار کا۔ہوا کیا؟ نیم شب میں دوایک مولوی اس گاؤں میں جہاں محض ایک ہی کنواں تھا۔ کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے کہ مذہبی کام کو انجام دینے والا برہمن پروہت سب سے پہلے یہاں غسل کرنے آئے گا۔ جب وہ آئے تو انہیں پکڑ لیا، ان کا منہ بند کردیا ان کے سامنے انہوں نے پانی نکالا، منہ لگا کر آب نوش کیا اور بچا ہوا پانی کنویں میں ڈال دیا، روٹی کا ایک ٹکڑا بھی کنویں میں ڈال دیا۔ پنڈت جی دیکھتے ہی رہ گئے، لاچار تھے۔اس کے بعد پنڈت جی کو ساتھ لے کروے چلے گئے۔اپنے گھر میں انہیں قید کردیا۔دوسرے دن مولوی صاحبان نے دست بستہ پنڈت جی سے کھانا کھانے کی گزارش کی پنڈت جی ناراض ہوکر بولے ''ارے،،تم مسلمان ہو میں برہمن ہوں، بھلا کیسے کھا سکتا ہوں؟'' انہوں نے کہا'' مہاراج ہمیں آپ جیسے سمجھدار لوگوں کی سخت ضرورت ہے معاف کریں، پنڈت جی کو چھوڑ دیا گیا۔

پنڈت جی اپنے گاؤں واپس آئے۔دیکھا'' لوگ کنویں کا استعمال پہلے ہی کی طرح کررہے تھے۔وہ بھوک پڑتال کرنے لگے۔لوگوں نے وجہ پوچھی تو بولے مسلمان اس کنویں کے چبوترہ پر چڑھ گئے تھے۔میرے سامنے انہوں نے اس کنویں کے پانی کو جھوٹا کیا اور کنویں میں روٹی کا ٹکڑا بھی ڈال دیا۔گاؤں کے لوگ حیران رہ گئے پوچھا'' اب کیا ہوگا؟'' پنڈت جی نے بتایا، اب کیا۔دین تو برباد ہوگیا۔

اس وقت کے لوگ تعلیم یافتہ نہیں تھے۔عورتوں اور چھوٹی ذات والوں سے تعلیم حاصل کرنے کا حق نہ جانے کب سے چھین لیا گیا تھا۔بنیا اپنا دھن دولت پیدا کرنا ہی اپنا فرض مان بیٹھے تھے۔چھتری حضرات قصیدہ خواں لوگوں کی قصیدہ خوانی کھوئے تھے کہ رازق

کی تلوار چمکی تو بجلی کوندنے لگی، دلی کا تخت ڈگمگانے لگا عزت ویسے ہی حاصل ہے تو پڑھیں کیوں؟ دین سے انہیں کیا لینا دینا دین صرف برہمنوں کی چیز بن کر رہ گیا تھا۔ وے ہی دینی شریعتوں کے مصنف، وہ ہی اس کے شرح نویس اور وہ ہی اس کے حق و باطل کے فیصلہ کن تھے۔ جب کہ زمانۂ قدیم میں عورتوں، چھوٹی ذاتوں، بنیوں، چھتریوں اور برہمنوں کو، سب کو وید پڑھنے کا حق حاصل تھا ہر ایک طبقہ کے عارفوں نے وید سے متعلق جملوں (منتروں) کی تصنیف کی ہے، دینی مناظرہ کے فیصلوں میں حصہ لیا ہے، زمانۂ قدیم کے شاہوں نے دین کے نام پر ریا کاری پھیلانے والوں کو سزا دی، دین داروں کا احترام کیا تھا۔

لیکن قرون وسطی عرصۂ دراز سے بھارت میں دائمی دین کا حقیقی علم نہ ہونے سے مذکورۂ بالا گاؤں میں رہنے والے بھیڑوں کی طرح ایک طرف دبکتے گئے کہ دین برباد ہو گیا کئی لوگوں نے اس غیر پسندیدہ الفاظ کو سن کر خودکشی کر لی، لیکن سب کہاں تک جان گنواں دیتے۔ مسلسل عقیدہ کے باوجود بھی لاچار ہو کر دوسرا حل ڈھونڈھنا۔ آج بھی وہ بانس گاڑ کر موسَل رکھ کر ہندوؤں کی طرح شادی کرتے ہیں، بعد میں ایک مولوی نکاح پڑھا کر چلا جاتا ہے۔ سب کے سب ہندو خالص تھے۔ سب کے سب مسلمان بن گئے۔

ہوا کیا تھا؟ آب نوش کیا تھا، نا واقفی میں مسلمانوں کا چھوا کھا لیا تھا، لہٰذا دین برباد ہوا۔ دین تو ہو گیا چھوئی موئی ۔ یہ چھوئی موئی (लाजवन्ती) یہ ایک پودہ ہوتا ہے۔ آپ چھودیں، تو اس کی پتیاں سمٹ جاتی ہیں اور ہاتھ ہٹاتے ہی کھل اٹھتی ہیں ۔ یہ پودہ ہاتھ ہٹانے پر پہلے کی حالت میں ہو جاتا ہے، لیکن دین ایسا کملایا کہ آگے کبھی شگفتہ نہیں ہو گا۔ یہ مر گئے ہمیشہ کے لئے ان کے رامؔ، کرشنؔ اور بھگوان مر گئے ۔ جو دائمی تھے وے مر گئے درحقیقت وہ دائمی کے نام پر کوئی بد روش تھی، جسے لوگ دین مان بیٹھے تھے۔

دین کی پناہ میں ہم کیوں جاتے ہیں، کیوں کہ ہم فانی ہیں اور دین کوئی ٹھوس چیز ہے، جس کی پناہ میں جا کر ہم بھی لافانی ہو جائیں ہم تو مارنے سے مریں گے اور یہ دین

صرف چھونے اور کھانے سے مر جائے گا۔تو دین ہماری کیا حفاظت کرے گا؟ دین تو آپ کی حفاظت کرتا ہے،آپ سے طاقتور ہے۔آپ تلوار سے مریں گے اور دین؟ وہ چھونے سے ختم ہو گیا ہے۔کیسا ہے آپ کا دین؟ برے رواج ختم ہوتے ہیں۔نہ کہ ابدی۔

ابدی تو ایسی ٹھوس چیز ہے جسے اسلحہ نہیں کاٹتے ، آگ جلا نہیں سکتی ، پانی اسے نمناک نہیں کرسکتا ہے۔کھانا پینا تو دور، دنیا میں پیدا ہونے والی کوئی چیز اسے چھو بھی نہیں سکتی،تو وہ ابدی دین ختم کیسے ہو گیا؟

ایسے ہی کچھ بدرواج ارجن کے وقت میں بھی تھے۔ارجن بھی ان کا شکار تھا۔اس نے آہ وجاری کرتے ہوئے گڑگڑا کر کہا کہ خاندانی فرض ابدی ہے۔ جنگ سے ابدی دین برباد ہو جائے گے خاندانی فرض ختم ہونے سے ہم ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلے جائیں گے ،لیکن شری کرشن نے کہا ''تجھ میں یہ لاعلمی کہاں سے پیدا ہوگئ''؟اس سے ثابت ہے کہ وہ کوئی بدرواج تھا،تبھی تو شری کرشن نے اس کا حل پیش کیا اور بتایا کہ روح ہی ابدی ہے ۔اگر آپ روحانی راہ کو نہیں جانتے تو ابدی دین میں آپ کا ابھی تک داخلہ نہیں ہوا۔

جب یہ ابدیؔ ، دائمی ، روح سب کے اندر موجود ہے تو تلاش کس کی کی جائے؟ اس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

अव्यरुक्तो ऽयमचिन्तयो ऽयमविकार्यो ऽयमुच्यते ।
तस्मादेवं विदित्वैनं नानुशोचितुमर्हयि ।।२५।।

یہ روح غیر مرئی یعنی حواس کا موضوع نہیں ہے ۔حواس کے ذریعہ اسے سمجھا نہیں جاسکتا۔ جب تک حواس اور موضوعات کا تعلق ہے تب تک روح تو ہے۔لیکن اسے سمجھا نہیں جاسکتا۔وہ بعید القیاس ہے، جب تک قلب اور قلب کی لہر ہے تب تک وہ دائمی ہے،تو لیکن ہمارے دیدار، استعمال اور داخلہ کیلئے نہیں ہیں۔لہٰذا من پر قابو کریں، پہلے شری کرشن بتا آئیں ہیں کہ باطل کا وجود نہیں ہے۔اور حق کی تینوں دور میں کمی نہیں ہے۔وہ حق

ہے روح ہی نا قابل دائمی ابدی اور غیر مرئی ہے یہ مبصرین نے روح کو اِن خالص صفات سے مزین دیکھا نہ دس زبانوں کے جاننے والوں نے دیکھا، نہ کسی دولت مند نے دیکھا، بلکہ مبصرین نے دیکھا۔شری کرشن نے آگے بتایا کہ عنصر ہے خدا۔من پر قابو رکھنے کے وقت میں ریاضتی اس کا دیدار اور اُس میں داخلہ پاتا ہے۔ وقت حصول میں معبود ملتے ہیں اور دوسرے ہی پل وہ اپنی روح کو خدائی صفات سے آراستہ پاتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ روح ہی حق ، ابدی اور مکمل ہے یہ روح بعید القیاس ہے۔ یہ بے عیب یعنی نا قابل تبدیل کہی جاتی ہے۔لہٰذا ارجن ۔روح کو ایسا سمجھ کر تم غم کرنے لائق نہیں ہے۔اب شری کرشن ارجن کے خیالات میں تضاد دیکھاتے ہیں، جو عام دلیل ہے۔

अथ चैनं नित्यजातं नित्यं वा मन्यसे मृतम्।
तथापि त्वं महाबाहो नैवं शोचितुमर्हयि ।।२६।।

اگر تو اسے ہمیشہ جنم لینے والی اور ہمیشہ مرنے والی سمجھے تب بھی تجھے غم زدہ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ۔

जातस्य हि ध्रुवो मृत्युर्ध्रुवं जन्म मृतस्य च।
तस्मादपरिहार्येऽर्थे न त्वे शोचितुमर्हसि ।।२७।।

ایسا سمجھ لینے پر بھی جنم لینے والی کی یقینی موت اور مرنے والی کی یقینی پیدائش ثابت ہوتی ہے۔اس وجہ سے بھی ترکیب سے خامی توں اِس معاملے میں غم کرنے کے قابل نہیں ہے۔جس کا کوئی علاج نہیں، اس کیلئے غم زدہ ہونا ایک دوسرے تکلیف کو دعوت دینا ہے۔

अव्यक्तादीनि भूतानि व्यक्तमध्यानि भारत।।
अव्यक्तनिधनान्येव तत्र का परिदेवना।।२८।।

ارجن ۔سبھی جاندار پیدا ہونے سے پہلے بلا جسم والے اور مرنے کے بعد بھی بلا جسم والے ہیں ۔ پیدائش کے پہلے اور بعد بھی دیکھائی نہیں پڑتے ۔صرف پیدائش اور

موت کے درمیان میں ہی جسم حاصل کیئے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں۔

لہٰذا اس تبدیلی کے لئے بیکار کی فکر کیوں کرتا ہے؟ اِس روح کو دیکھتا کون ہے؟ اس پر ارشاد فرماتے ہیں۔

आश्चर्यवत्पश्यति कश्चिदेन-

माश्चर्यवद्वदति तथैव चान्यः।

आश्चर्यवच्चैनमन्यः श्रृणोति

श्रुत्वाप्येनं वेद न चैव कश्चिम्।।२९।।

پہلے شری کرشن نے کہا تھا کہ اس روح کو مبصرین نے دیکھا ہے، اب عنصر بینی کی کامیابی پر روشنی ڈالتے ہیں کہ کوئی نادر عجیب انسان ہی اس روح کو تعجب کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سنتا نہیں، ظاہر طور پر دیکھتا ہے اور ٹھیک اسی طرح دوسرا کوئی عظیم انسان ہی حیرت انگیز کی طرح اس کے عنصر کا بیان کرتا ہے۔ جس نے دیکھا ہے، وہی اِس کی حقیقت کا بیان کرسکتا ہے۔ دوسرا کوئی نادر ریاضت کش سے بطور حیرت سنتا ہے۔ سب سنتے بھی نہیں، کیونکہ یہ اہل کے لئے ہی ہے۔ اے ارجن۔ کوئی کوئی تو سن کر بھی حقیقت کو نہیں جان پاتے کیونکہ وسیلہ پورا نہیں ہوتا۔ آپ لاکھ علم کی باتیں سنے، سمجھیں، بال کی کھال نکال کر سمجھیں ،خواہش مند بھی رہیں، لیکن فریفتگی میں، بہت بڑی طاقت ہے، تھوڑی دیر بعد بھی آپ اپنے دنیوی انتظامات میں مشغول ملیں گے آخر میں شری کرشن فیصلہ دیتے ہیں۔

देही नित्यमवध्योऽयं देहे सर्वस्य भारत।

तस्मात्यर्वाणि भूतानि न त्वं शोचितुमर्हसि ।।३०।।

ارجن، یہ روح سب کے جسم میں ہمیشہ نا قابل ہلاک ہے، نا قابل تراش ہے۔ لہٰذا سبھی جانداروں کیلئے تم غمزدہ ہونے کے قابل نہیں ہے۔

روح ہی ابدی ہے''۔ اس حقیقت کی تعمیل کرکے، اس کی عظمتوں کے ساتھ بیان کرکے یہ سوال یہیں پورا ہوجاتا ہے۔ اب سوال کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا حصول کیسے

ہو؟پوری ’’گیتا‘‘ میں اِس کیلئے دو ہی راستے ہیں۔ پہلا راستہ بے غرض عملی جوگ (निष्काम कर्म योग)اور دوسرا علمی ، جوگ‘‘(ज्ञानयोग)دونوں ہی راہوں میں کیا جانے والا عمل ایک ہی ہے وہ عمل کتنا ضروری ہے اِس کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن اسی علمی جوگ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

स्वधर्ममपि चावेक्ष्य न विकम्पितुमर्हसि।

धर्म्याद्धि युद्धाच्छ्रेयोऽन्यत्क्षत्रियस्य न विद्यते।।३१।।

ارجن ۔فرض منصبی کے مدنظر بھی تو خوف کرنے کے قابل نہیں ہے‘‘ کیونکہ فرض سے مزین جنگ سے بڑھ کر دوسرا کوئی اعلیٰ افادی راستہ چھتری کے لئے نہیں ہے،ابھی تک تو روح دائمی ہے،روح ابدی ہے، وہی واحد دین ہے،ایسا کہا گیا ہے۔اب یہ فرض منصبی کیا ہے؟ لیکن اِس راہ روحانیت میں لگنے کی صلاحیت ہرانسان کی الگ الگ ہوتی ہے ۔ خصلت سے پیدا اِس صلاحیت کوفرض منصبی کہا گیا ہے۔

اسی ایک برحق روحانی راہ پر چلنے والے ریاضت کشوں کوعظیم انسان نے فطری طور پر ان کی صلاحیت کے مطابق چار درجات میں تقسیم کیا ۔ شدر(शुद्र) وَیشَی (वैश्य) چھتری اور برہم ۔ریاضت کے ابتدائی دور میں ہرایک ریاضی شدر یعنی کم علم والا ہوتا ہے۔ گھنٹوں یادالٰہی میں بیٹھنے پر وہ دس منٹ بھی اپنے مقصد کے مطابق نہیں ہو پاتا۔وہ قدرتی لَو سے دنیا سے جدا نہیں ہو پاتا۔ اِس حالت میں عظیم انسان کی خدمت سے اس کی فطرت میں نیک صفات آجاتی ہے۔وہ ویشی درجہ کا سالک بن جاتا ہے۔روحانی دولت ہی مستقل دولت ہے۔دھیرے دھیرے وہ اِس دولت کو اکٹھا کرتا ہوا۔اورحواس کی حفاظت کرنے کی صلاحیت والا ہوجاتا ہے ۔خواہش ،غصہ وغیرہ سے حواس کا تشدد ہوتا ہے ۔اورعرفان وبیراگ سے ان کی حفاظت ہوتی ہے ۔لیکن قدرت کوختم کرنے کی حیثیت اس میں نہیں ہوتی۔رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے ریاضتی کے باطن میں تینوں صفات کوختم کرنے کی قوت

یعنی چھتری پن آجاتا ہے، اِسی سطح پر قدرت اوراس کے عیوب کوختم کرنے کی صلاحیت آجاتی ہے۔لہٰذا! یہ جنگ یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ بسلسلہ وسیلہ کرکے ریاضتی برہمن والی صلاحیت کے درجہ میں بدل جاتا ہے۔اس وقت من پر قابو نفس کشی، مسلسل غور وفکر ،سیدھا پن، تجربہ علم وغیرہ نشانات ریاضت کشوں میں اپنے آپ جاری ہوتے ہیں۔انہیں کے ارادے کے مطابق چل کر سلسلہ وار وہ معبود میں خود کو جم کر جاتا ہے۔ جہاں وہ برہمن بھی نہیں رہ جاتا۔

جسم کی پرواہ نہ کرنے والے(विदेह) شاہ جنک کے دربار میں ولی یا گوَلکیَ (याज्ञवल्क्य) نے چاکران،اوستی، کہول، آرونی،اڈّالک،اور گارگی کے سوالات کو حل کرتے ہوئے فرمایا کہ خودشناسی کی پوری طرح سے تعمیل کرنے والا ہی برہمن ہوتا ہے ۔ یہ روح ہی عالم وعالم بالا اور تمام جانکاروں کو اندر سے منظّم کرتی ہے۔سورج، چاند، زمین ،پانی، ہوا، آگ ،تارے، خلاء، آسمان اور ہر ایک لمحہ اس روح کی ہی زیر حکومت ہیں، یہ روح عالم الغیب نوشاب ہے۔روح لافانی ہے،اِس سے جدا سب کچھ فانی ہے۔جوانسان اِسی عالم میں اس لافانی، کی حقیقت کو نہ سمجھ کر ہوَن کرتا ہے، ریاضت کرتا ہے۔ ہزاروں سال تک یگ کرتا ہے۔اس کے سارے اعمال فانی ہیں۔جوبھی اس لافانی کے جانے بغیر اس دنیامیں فنا ہو کر جاتا ہے وہ قابل رحم ہے، تنگ دل ہے اور جواس لافانی کو جان اور سمجھ کر اِس دنیا سے فنا ہو کر جاتا ہے۔وہ برہمن ہے۔(बृहदारण्यकोपनिषद् 3।4-7-8)

ارجن! چھتری درجہ کا ریاضت کش ہے۔شری کرشن فرماتے ہیں کہ چھتری درجہ کے ریاضت کش کیلئے جنگ کے علاوہ کوئی افادی راستہ ہے ہی نہیں۔سوال اٹھتا ہے کہ، چھتری ہے کیا؟ عام طور سے لوگ اس کا مطلب سماج میں جنم سے پیدا ہوئے۔ برہمن ،چھتری، وَیشی شُدر ذاتوں سے لیتے ہیں۔انہیں ہی چار نسل (वर्ण) مان لیا جاتا ہے۔لیکن نہیں،شریعت کے مصنف نے خود بتایا ہے کہ چھتری کیا ہے نسل کیا ہے،؟ یہاں انہوں نے

صرف چھتری کا نام لیا اور آگے اٹھارہویں باب تک اس سوال کا حل پیش کیا کہ درحقیقت یہ نسلیں ہیں کیا؟اور کیسے ان میں تبدیلی ہوتی ہے؟شری کرشن نے فرمایا 'चातुर्वर्ण्यं मयासृष्टं' چار درجات (نسلوں) کی تخلیق میں نے کی تو کیا انسانوں کو بانٹا؟ شری کرشن کہتے ہیں کہ نہیں،' 'गुणकर्म विभागशः' خوبیوں کے وسیلہ سے عمل کو چار حصوں میں بانٹا۔ یہ دیکھنا ہے کہ وہ عمل کیا ہے، جسے تقسیم کیا گیا؟ یہ خوبیاں قابل تغیر پذیر ہیں۔ ریاضت کے معقول طریقہ کے ذریعہ ملکات مذمومی سے ملکات رویہ اور ملکات رویہ سے ملکات فاضلہ میں داخلہ ملتا جاتا ہے۔ آخر کار مزاج برہمن بن جاتا ہے۔ اس وقت معبود میں داخلہ دلا دینے والی ساری صلاحیتیں اس ریاضت کش میں موجود رہتی ہیں۔ نسل سے وابستہ سوال یہاں سے شروع ہوکر اٹھارہویں باب میں جا کر مکمل ہوتا ہے،

شری کرشن کا ماننا ہے کہ 'श्रेयान्वधर्मो: विगुण: परधमोत्स्वनुष्ठितात्' قدرت سے پیدا اِس دین میں لگنے کی صلاحیت جس سطح کی ہو، بھلے ہی وہ بناء کسی خاصیت والی شُدر درجہ کی ہو، تب بھی وہ بے حد فائدہ پہونچاتی ہے۔ کیونکہ آپ سلسلہ وار وہیں سے ترقی کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں، اِس سے اوپر والوں کی نقل کر کے ریاضت کش برباد ہوجاتا ہے ارجن چھتری درجہ کا ریاضتی تھا۔ لہٰذا شری کرشن کہتے ہیں کہ۔ ارجن! اپنی فطرت سے پیدا ہونے والی اِس جنگ میں لگنے کی اپنی طاقت کو دیکھ کر بھی تو خوف کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اِس سے بڑھ کر دوسرا کوئی افادی کام چھتری کے واسطے نہیں ہے۔ اِسی پر روشنی ڈالتے ہوئے جوگ مالک پھر ارشاد فرماتے ہیں۔

यदृच्छया चोपपन्नं स्वर्गद्वारमपावृतम् ।
सुखिनः क्षत्रियाः लभन्ते युद्धमीदृशम् ।।३२ ।।

خاکی جسم کو ہی رتھ بنا کر بے خطا نشانِ باز ارجن:–خود بخود حاصل، جنت کے کھلے ہوئے دروازے والی اِس جنگ کا موقعہ خوش صفات قسمت چھتری ہی حاصل کرتے

ہیں۔ چھتری درجہ کے ریاضتی میں تینوں صفات کو کاٹ دینے کی صلاحیت رہتی ہے۔ اس کیلئے جنت کا دروازہ کھلا ہے، کیونکہ اُس میں روحانی دولت پوری طور سے موجود رہتی ہے، صوت، میں سفر کرنے کی اس میں صلاییت رہتی ہے۔ یہی کھلا ہوا جنت کا دروازہ ہے میدان اور عالم میدان کی اس جنگ کی خوش قسمت چھتری ہی حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں ہی اس طرح کی ٹکر لینے کی طاقت موجود ہے۔

دنیا میں لڑائیاں ہوتی ہیں، پوری دنیا سمٹ کر لڑتی ہے ہر ایک قوم لڑتی ہے۔ لیکن دائمی فتح، فتح حاصل کرنے والے کو بھی نہیں ملتی۔ یہ تو انتقام ہے۔ جو جس کو جتنا دباتا ہے ، امتدادِ زمانہ میں اس نے بھی اُتنا ہی دینا پڑتا ہے۔ یہ کیسی فتح ہے، جس میں حواس کو خشک کرنے والا غم بنا ہی رہتا ہے۔ آخر میں جم بھی ختم ہوجاتا ہے۔ حقیقی جنگ تو میدان اور عالم میدان کی ہوتی ہے، جس میں ایک بار کامیابی مل جانے پر قدرت پر ہمیشہ ہمیش کیلئے بندش اور اعلیٰ انسان روح مطلق کا حصول ہوجاتا ہے۔ یہ ایسی فتح ہے، جس کے پیچھے شکست نہیں ہے۔

अथ चेत्त्वमिमं धमर्य संग्रामं न करिष्ययि।

ततः स्वाधर्मं कीर्तिं च हित्वा पापमवाप्स्यसि ।।३३।।

اور اگر تو اِس دین سے مزین جنگ ، یعنی دائمی ، ابدی ، اعلیٰ دین روح مطلق میں داخلہ دلانے والا جہاد نہیں کرے گا تو فرض منصبی یعنی فطرت سے پیدا ہونے والی اس جنگ کی قوت، عمل پیرا ہونے کی صلاحیت کھو کر گناہ یعنی آمد ورفت اور رسوائی کو حاصل کرے گا۔ رسوائی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

अकीर्तिं चापि भूतानि कथयिष्यन्ति तेऽव्ययाम्।

सम्भावितस्य चाकीर्तिर्मरणदतिरिच्यते ।।३४।।

تمام لوگ بہت دنوں تک تیری رسوائی کا ذکر کریں گے۔ آج بھی معزول ہونے والے عابدوں میں وشوامتر، پراشر، نیمی، سرینگی وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔ بہت سے ریاضت

کش اپنے فرض پر غور کرتے ہیں، سوچتے ہیں کہ ہمیں لوگ کیا کہیں گے؟ ایسا خیال بھی ریاضت میں مددگار رہوتا ہے۔ اس سے ریاضت میں لگے رہنے کی ترغیت ملتی ہے۔ کچھ حد تک خیال بھی ساتھ دیتا ہے عظیم انسانوں کے لئے رسوائی موت سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔

भयद्रणादुपरतं मंस्यन्ते त्वां महारथाः।

येषां च त्वं बहुमतो भूत्वा यास्यसि लाघवम्।।३५।।

جن عظیم سپہ سالاروں کی نگاہ میں تیری بہت زیادہ قدر ومنزلت تھی، اب انکی نظر میں تو گر جائے گا، وہ عظیم سپہ سالار تجھے خوف کی وجہ سے جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا مانیں گے۔ عظیم سپہ سالار کون؟ اس پر راہ پر بے حد محنت سے آگے بڑھنے ریاضتی عظیم سپہ سالار ہیں۔ اسی طرح اتنی ہی محنت سے لاعلمی کی طرف کھینچنے والے خواہش، غصہ، لالچ، فرفتگی وغیرہ بھی عظیم سپہ سالار ہیں جو تجھے بہت عزت دیتے تھے کہ ریاضتی قابل تعریف ہے تو ان کی نظر سے گر جائے گا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ۔

अवाच्यवादांश्च बहून् वदिष्यन्ति तवाहिताः।

निन्दन्तस्तव सामर्थ्यं ततो दुःखतरं नु किम्।।३६।।

دشمن لوگ تیری بہادری کی برائی کرتے ہوئے بہت سے ناقابل ذکر باتوں کو کہیں گے۔ ایک برائی آتی ہے، تو چاروں طرف سے مذمت اور برائیوں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ ناقابل ذکر باتیں ہی کہنا شروع کردیتے ہیں۔ اس س بڑی تکلیف کیا ہوگی؟ لہٰذا۔

हतो वा प्राप्स्यसि स्वर्गं वा भोक्ष्यसे महीम्।

तस्मादुत्तिष्ठ कौन्तेय युद्धाय कृद्धाय कृतनिश्चयः।।३७।।

اس جنگ میں تو مرے گا تو جنت حاصل کرے گا صوت، میں سفر کرنے کی صلاحیت رہے گی سانس کے باہر قدرت میں سفر کرنے کا بہاؤ رک جائے گا۔ اعلیٰ ترین

معبود میں داخلہ دلانے والی روحانی دولت دل میں پوری طرح رواں رہے گی یا اِس جنگ میں کامیابی ملنے پر مقام اعلیٰ کے مرتبہ کو حاصل کرے گا۔لٰہذا ارجن۔ جہاد کے لئے مضبوط ارادہ کر کے کھڑا ہو جا۔

عام طور سے لوگ اِس شلوک کا مطلب لگاتے ہیں کہ اس جنگ میں مروگے،تو جنت حاصل کروگے اور کامیابی ملے گی تو دنیوی عیش وعشرت کا لطف اٹھاؤ گے،لیکن آپ کو یاد ہوگا ، ارجن کہہ چکا ہے ۔ بندہ نواز دنیوی عیش وعشرت ہی نہیں ۔ بلکہ تینوں عوالم کی حکومت اور دیوتاؤں کا مالکانہ یعنی اِندر (इन्द्र) کا عہدہ حاصل ہونے پر مجھے وہ ترکیب نظر نہیں آتی جو میرے حواس کو خشک کرنے والے غم کو دور کر سکے۔اگر اتنا ہی حاصل ہونا ہے تو گوبند۔میں جنگ ہرگز نہیں کروں گا۔اگر اتنے پر بھی شری کرشن کہتے ہیں کہ۔ارجن ۔ جنگ کر فتح حاصل کرے گا تو زمین کا اقتدار حاصل کرے گا۔شکست ملے گی تو رہنے کے لئے جنت نصیب ہوگی ،تو شری کرشن دیتے ہی کیا ہیں؟ارجن۔اس سے آگے کی حقیقت صرف (اعلیٰ افادہ) کہ خواہش والا شاگرد تھا۔ جسے مرشد کامل شری کرشن نے فرمایا کہ میدان اور عالم میدان کی اس ٹکر میں اگر جسم کا وقت پورا ہو جاتا ہے۔اور منزل تک نہیں پہونچ سکا تو۔جنت حاصل کرے گا۔یعنی صوت میں ہی سفر کرنے کی صلاحیت حاصل کرلے گا۔روحانی دولت دل میں ڈھل جائے گی اوراعلیٰ اس جسم کے رہتے رہتے تو جنگ میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ''حضوراعلیٰ'' سب سے اعلیٰ معبود کے مرتبہ کا شرف حاصل کرے گا حضوراعلیٰ کا مقام حاصل کرے گا۔فتح حاصل کرے گا تو سب کچھ، کیونکہ اعلیٰ فضلیت کو حاصل کرے گا۔اور ہارے گا تو دیوتا کی حیثیت ۔دونوں ہاتھوں میں لڈو رہیں گے۔ فائدہ میں فائدہ ہی ہے۔پھر اِس پر زور دیتے ہیں۔

सुखदु:खे समे कृत्वा लाभालाभौ जयाजयौ।
ततो युद्धाय युज्यस्व नैवं पापमवाप्स्यसि ।।३८।।

اِس طرح آرام وتکلیف ، نفع ونقصان ، کامیابی وناکامیابی کو برابر سمجھ کر تو جنگ کے لئے تیار ہو جا۔ جنگ کرنے سے تو گناہ گار نہیں ہو گا۔ یعنی آرام میں سب کچھ اور تکلیف میں بھی دیوتا کا مرتبہ ہے۔ فائدہ میں حضورِ اعلیٰ کی حالت یعنی سب کچھ اور نقصان میں دیوتا کا مرتبہ ہے۔ فتح میں حضورِ اعلیٰ کا مقام اور شکست میں بھی روحانی دولت پر اختیار حاصل ہے۔ اس طرح اپنے نفع اور نقصان کو اچھی طرح خود سمجھ کر تو جنگ کیلئے تیار ہو جا۔ جنگ میں ہی دونوں چیزیں ہیں۔

جنگ کرے گا تو گناہ یعنی آواگون کو حاصل نہیں کرے گا۔ لہٰذا۔ تو جنگ کے لئے تیار ہو جا۔

एषा तऽभिहिता सांख्ये बुद्धिर्योगे त्विमां श्रृणु।
बुद्ध्या युक्तो यया पार्थ कर्मबन्धं प्रहास्यसि ।।३९।।

پارتھ۔ یہ عقل کی باتیں تیرے لئے علمی جوگ کے معرفت کہی گئی ہے۔ کون سی عقل ہے یہی کہ جنگ کر۔ علمی جوگ میں اتنا ہی ہے کہ اپنی حیثیت کو دیکھو کو نفع ونقصان کا اچھی طرح خیال کر کے کہ فتح حاصل کریں گے تو حضورِ اعلیٰ کا مقام اور ہاریں گے تو دیوتا کا مرتبہ، فتح میں سب کچھ اور شکست میں بھی دیوتا کا مرتبہ۔ دونوں طرح فائدہ ہے۔ جنگ نہیں کریں گے تو سبھی ہمیں خوف کی وجہ سے جنگ سے بھاگنے والا مانیں گے، رسوائی ہوگی، اس طرح اپنے وجود کو سامنے رکھ کر خود غور طلب ہو کر جنگ میں آگے بڑھنا ہی علمی جوگ ہے۔

عام طور سے لوگوں میں یہ غلط فہمی ہے کہ علم کی راہ میں عمل (جنگ) نہیں کرنا پڑتا۔ وہ کہتے ہیں کہ راہ علم میں عمل نہیں ہے۔ میں تو خالص ہوں'' عقل مند ہوں'' باہوش ہوں، اناالحق۔ صفات ہی صفات میں برتاؤ کرتی ہیں۔ ایسا مان کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق یہ علمی جوگ نہیں ہے۔ علمی جوگ میں بھی وہی عمل کرنا ہے۔ جو بے غرض عملی جوگ میں کیا جاتا ہے۔ دونوں میں صرف فہم ونظر کا فرق ہے علم کی راہ

والا اپنی حیثیت سمجھ کر خود پر منحصر ہو کر عمل کرتا ہے، جب کہ بے غرض عمل کا جوگی ۔ اِلٰہ پر منحصر ہو کر عمل کرتا ہے، عمل کرنا دونوں راہوں میں ہے اور وہ عمل بھی ایک ہی ہے جسے دونوں راہوں میں کیا جاتا ہے۔ صرف عمل کرنے کے نظریات دو ہیں۔

ارجن ۔ اسی عقل کو اب تم بے غرض عملی جوگ کے متعلق سن، جس سے مزین ہو کر دنیوی اعمال کی بندش کا اچھی طرح خاتمہ کرے گا ۔ یہاں شری کرشن نے عمل ، کا نام پہلی مرتبہ لیا، لیکن اس کا خلاصہ نہیں کیا کہ عمل ہے کیا؟ اب عمل کے بارے میں نہ بتا کر پہلے عمل کی صفات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

नेहाभिक्रमनाशोऽस्ति प्रत्यवायो न द्यिते।

स्वल्पमप्यस्य धर्मस्य त्रायते भहतो भयात् ।।४०।।

اِس بے غرض عملی جوگ میں ابتداء کا یعنی (بیج) کا تخم کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ وقتی فائدہ والی برائی نہیں ہے ۔ لہٰذا اس بے غرض عمل کی ، اس عمل کے ذریعہ کی گئی دین کی تھوڑی بھی مشق جنم اور موت کی شکل والے بہت بڑے خوف سے آزاد کر دیتی ہے ۔ آپ اس عمل کو سمجھیں اور اس پر دو قدم چل بھر دیں ۔ (جو گھر بار کے کام کاج والی حالت میں رہ کر بھی چلا جا سکتا ہے ، ریاضت کش تو چلتے ہی ہیں) تخم بھر ڈال دیں تو ارجن !تخم کا خاتمہ نہیں ہوتا قدرت میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے، ایسا کوئی اسلحہ نہیں جو اس حقیقت کے وجود کو مٹا دیں ۔ قدرت محض پردہ ڈال سکتی ہے ۔ کچھ وقت کے لئے رکاوٹ ڈال سکتی ہے لیکن وسیلہ کی شروعات کو مٹا نہیں سکتی۔

آگے شری کرشن نے بتایا کہ سارے گناہ گاروں سے بھی گنہ گار ہی کیوں نہ ہوں علم کے کشتی کے ذریعہ بے شک کنارہ پا جائے گا۔ ٹھیک اسی بات کو یہاں کہتے ہیں کہ ارجن بے غرض عملی جوگ کی تخم بھر کر دیں، تو اس تخم کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا ۔ برخلاف نتیجہ والا عیب بھی اس میں نہیں ہوتا کہ آپ کو جنت ، دھن دولت یا کامیابیوں تک پہونچا کر چھوڑ دے ۔

آپ کا یہ وسیلہ بھلے ہی چھوڑ دے،لیکن یہ وسیلہ آپ کونجات دلا کر ہی چھوڑے گا،اس بے غرض عملی جوگ کا تھوڑا سا بھی وسیلہ پیدائش اور موت کے بہت بڑے خوف سے آزاد کر دیتا ہے۔' 'अनेक जन्म संसिद्धस्ततो याति परां गतिम्।' عمل کی یہ تخم ریزی مختلف پیدائشوں کے بعد وہیں کھڑا کر دیگی جہاں اعلیٰ مقام ہے۔اعلیٰ نجات ہے۔اسی تسلسل میں آگے ارشادفرماتے ہیں۔

व्यवसायात्मिका बुद्धिरेकेह कुरुनन्दन ।

बहुशाखा ह्यनन्ताश्च बुद्धयोऽव्यवसायिनाम ।।४१।।

ارجن !اس بےغرض عملی جوگ میں متحرک عقل وفہم ایک ہی ہے۔طریقہ ایک ہےاورنتیجہ ایک ہی ہے۔روحانی دولت ہی ہمیشہ قائم اپنے والی دولت ہے۔اسی دولت کو قدرتی وبال میں رفتہ رفتہ حاصل کرنا روزگار ہے۔

یہ روزگار غیر مشتبہ طریقہ بھی ایک ہی ہے۔تب تو جولوگ بہت سے طریقہ بتاتے ہیں کیا وہ یادالٰہی نہیں کرتے ؟ شری کرشن فرماتے ہیں۔''ہاں۔وہ یادالٰہی نہیں کرتے۔ان انسانوں کی عقل بے شمار شاخوں والی ہوتی ہے۔اس واسطے بے شمار طریقوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں''

यामिमां पुष्पितां वाच प्रवदन्त्यविपश्चितः।

वेदवादरताः स्वर्गपरा नान्यदस्तीति वादिनः।।४२।।

कामात्मानः स्वर्गपरा जन्नकर्मफलप्रदाम्।

क्रियाविशेषबहुलां भोगैश्वर्यगतिं प्रति।।४३।।

پارتھ 'कामात्मान:' خواہشات سے مزین 'वेदवादरता:' وید کے جملوں میں ڈوبے ہوئے۔' 'स्वर्गपरा:' جنت کو ہی منزل مقصود مانتے ہیں کہ اس سے آگے کچھ ہے ہی نہیں۔ایسا کہنے والے ناسمجھ لوگ جنم اور موت کی شکل میں ثمرہ دینے والی،عیش وعشرت اور شان وشوکت کو حاصل کرنے کے لئے تمام سارے اعمال کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔دیکھاوٹی

خوبصورت الفاظ میں اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔یعنی ناسمجھ لوگوں کی عقل بے شمار قسموں والی ہوتی ہے وہ ثمرہ والے جملوں میں ہی ڈوبے رہتے ہیں، وید کے جملوں کو ہی ثبوت مانتے ہیں جنت کو ہی افضل مانتے ہیں ان کی سمجھ بہت سی قسموں والی ہوتی ہے۔لہٰذا بے شمار طریقوں کا ایجاد کر لیتے ہیں وہ نام تو عنصر اعلیٰ معبود کا ہی لیتے ہیں، لیکن اس کے پردہ میں بے شمار طریقوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔تو کیا یہ بے شمار طریقے عمل نہیں ہیں، شری کرشن فرماتے ہیں۔نہیں، بے شمار طریقے عمل نہیں ہیں، تو وہ ایک مقررہ طریقہ ہے کیا؟ شری کرشن اس کا خلاصہ نہیں کرتے ابھی تو صرف اتنا کہتے ہیں کہ ناسمجھ لوگوں کی عقل لامحدود شاخوں والی ہوتی ہے۔لہٰذا وہ بے شمار طریقوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں یہ صرف پھیلاؤ ہی نہیں کرتے، بلکہ مرصع انداز میں اس کا بیان بھی کرتے ہیں۔اس کا اثر کیا ہوتا ہے؟

भोगैश्वर्यप्रसक्तानां तयापहृचेतसाम्।

व्यवसायात्मिका बुद्धि समाधौ न विधीयते ।।४४।।

ان کے الفاظ کا اثر جن جن لوگوں کے دل و دماغ پر پڑ جاتا ہے، ارجن، ان کی بھی عقل گم ہو جاتی ہے۔نہ کہ وہ کچھ حاصل کرتے ہیں۔ان الفاظ کے ذریعہ ٹھگے ہوئے دل و دماغ والوں اور دنیوی عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کے باطن میں عملی عقل نہیں رہ جاتی، اِلٰہ میں مرکوز کرنے والا غیر مشتبہ طریقہ ان میں نہیں ہوتا۔

ایسے ناسمجھ لوگوں کی باتیں سنتا کون ہے؟ عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے لوگ ہی سنتے ہیں؟ اہل انسان نہیں سنتا۔ایسے انسانوں میں مساوی اور ابدی عنصر میں داخلہ دلانے والی غیر مشتبہ طریقہ سے مزین عقل نہیں ہوتی۔

سوال اٹھتا ہے کہ 'वेदवादरता:' جو وید کے جملوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، کیا وہ بھی غلطی کرتے ہیں؟ اس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

त्रैगुण्यविषया वेदा निस्त्रैगुण्यो भवार्जुन।

निर्द्वन्द्वो नित्यसत्त्वस्थो निर्योगक्षेम आत्मावान्।।४५।।

ارجن 'त्रैगुणयविषया वेदा' ویدتینوں صفات تک روشنی ڈالتے ہیں ۔اس سے آگے کی حقیقت وہ نہیں جانتے لہٰذا 'निस्त्रैगुण्यो भवार्जुन' ارجن ۔تو تینوں صفات سے اوپر اٹھ یعنی ویدوں کے عملی حلقہ سے آگے بڑھا۔ کیسے بڑھا جائے؟ اس پر شری کرشن کہیں ہیں 'निर्द्वन्द्व:' آرام وتکلیف کے وبالوں سے دور ہمیشہ سچائی کی راہ پر قائم اپنے بھلے برے کی خواہش نہ رکھتے ہوئے خودساز بن ۔اس طرح اوپر اٹھ سوال اٹھتا ہے کہ صرف ہم ہی اٹھیں یا کوئی ویدوں سے اوپر اٹھا بھی ہے؟ شری کرشن بتاتے ہیں کہاوپر جو بھی اٹھتا ہے پروردگار کو جانتا ہے اور وہ برہمن ہے۔(یعنی خصوصی علم والا ہے)

यावानर्थ उदपाने सर्वतः संप्लुतोदके।
तावान्सर्वे वेदेषु ब्राह्मणस्य विजानतः ।।४६।।

ہرطرف سے لبریز تالاب کو حاصل کرنے کے بعد انسان کا چھوٹے تالاب سے جتنا مطلب رہتا ہے، اچھی طرح معبود کو جاننے والے برہمن کو ویدوں سے اتنا ہی تعلق ہوتا ہے ۔مطلب یہ کہ جو ویدوں سے اوپر اٹھتا ہے وہ معبود (ब्रहम) کو جانتا ہے، وہیں برہمن ہے۔یعنی تو ویدوں سے اوپر اٹھ برہمن بن۔

ارجن چھتری تھا۔شری کرشن کہتے ہیں کہ برہمن بن ۔ برہمن ، چھتری وغیرہ نسلیں خصائل کی قوتوں کے نام ہیں ان کا تعلق عمل سے ہے نہ کہ جنم سے مقرر ہونے والی کوئی قدامت۔ جیسے گنگا (ایک پاک ندی ہے) کی داھارا حاصل ہے، اسے ناچیز تالاب سے کیا مطلب؟ کوئی اس میں آب دست لیتا ہے،تو کوئی جانوروں کو غسل کرادیتا ہے۔اس کے آگے اس کا کوئی استعمال نہیں ہے۔اِس طرح معبود کو مجسم جاننے والے اس برہمن عظیم انسان کا ، اس برہمن کا ، ویدوں سے اتنا ہی تعلق رہ جاتا ہے۔تعلق رہتا ضرور ہے۔ ویدرہتے ہیں، کیونکہ تابعین کے لئے ان کا استعمال ہے۔وہیں سے تبصرہ شروع ہوگا۔اس کے بعد جوگ کے مالک شری کرشن ''عمل'' کرتے وقت برتی جانے والی احتیاط کی اجرا

کرتے ہیں۔

कर्मण्येवाधिकारस्ते मा फलेषु कदाचन।
मा कर्मफलहेतुर्भूर्मा ते सङ्गोऽस्त्वकर्मणि ।।४७।।

عمل کرنے میں ہی تیرا اختیار ہو، ثمرہ میں کبھی نہیں۔ ایسا سمجھ کہ ثمرہ ہے ہی نہیں۔ ثمرہ کا خواہش مند بھی نہ ہو اور عمل کرنے میں تو عقیدت سے مبرا بھی نہ ہو،

اب تک جوگ کے مالک شری کرشن نے انیسویں اشلوک میں پہلی بار، عمل، کا نام لیا، مگر یہ نہیں بتایا کہ وہ عمل ہے کیا اور اسے کریں کیسے؟ اُس عمل کی صفات پر روشنی ڈالا کہ۔

۱:- ارجن۔ اس عمل کے ذریعہ تو اعمال کی بندش سے اچھی طرح آزاد ہو جائے گا۔

۲:- ارجن۔ اس میں شروعات کا یعنی تخم کا خاتمہ نہیں ہے۔ شروعات کر بھی ہے تو قدرت کے پاس ایسی کوئی ترکیب نہیں کہ اسے ختم کر دے۔

۳:- ارجن۔ اس میں محدود ثمرہ والا عیب بھی نہیں ہے کہ جنت حصول مال وذر کامیابیوں میں پھنسا کر کھڑا کر دے۔

۴:- ارجن۔ اس عمل کی مختصر ریاضت بھی جنم موت کے خوف سے نجات دلانے والی ہوتی ہے۔

لیکن ابھی تک انہوں نے اس کا خلاصہ نہیں کیا کہ وہ عمل ہے کیا؟ کیا کیسے جائے؟ اسی باب کے اکتالیسویں شلوک میں انہوں نے بتایا۔

۵:- ارجن۔ اس میں غیر مشتبہ عقل ایک ہی ہے، عمل ایک ہی ہے۔ تو کیا بہت سے اعمال والے یاد نہیں کرتے؟ شری کرشن کہتے ہیں کہ وے عمل نہیں کرتے۔ اس کی وجہ سے بتاتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ ناسمجھوں کی عقل بے شمار شاخوں والی ہوتی ہے۔ لہٰذا وے بے شمار عملی راہوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔ وے دیکھاوٹی آراستہ زبان میں اِن طریقوں کا بیان بھی کرتے ہیں۔ ان کے تقریر کا اثر جن کے دل ودماغ پر پڑ جاتا ہے، اُن کی بھی عقل گم

ہوجاتی ہے،لہٰذا غیر مشتبہ طریقہ ایک ہی ہے،لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ طریقہ کون سے ہے؟

سیتالیسویں اشلوک میں انہوں نے کہا۔ارجن عمل کرنے میں ہی تیرا اختیار ہے، ثمرہ میں کبھی نہیں۔ثمرہ کا خواہش مند بھی مت بن اور عمل کرنے میں تو عقیدت سے مبرا ہی نہ ہو،یعنی مسلسل طور سے کرنے کے لئے اسی میں محو ہو کر لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ عمل ہے کیا؟عموماً اس شلوک کی نظیر دے کر یوگ کہتے ہیں کچھ بھی کرو،صرف ثمرہ کی خواہش مت کرو،ہو گیا بے غرض عملی جوگ،لیکن ابھی تک شری کرشن نے بتایا کہ خصوصیات پر روشنی ڈالی کہ عمل عطا کیا کرتا ہے۔اور عمل کو کرتے وقت ذہن میں رکھے جانے والے احتیاط کیا ہیں؟ان پر روشنی ڈالی۔سوال اُسی طرح کا بنا ہوا ہے۔جسے جوگ کے مالک آگے باب ۳ اور ۴ میں صاف کریں گے۔

پھر اسی پر زور دیتے ہیں۔

योगस्थः कुरु कर्माणि सङ्गं त्यक्त्वा धनञ्जयः।

सिद्ध्यसिदध्योः समोभूत्वा समत्वं योग उच्यते ।।४८।।

دھننجے۔رغبت اور صحبت کے اثر کو ترک کر،کامیابی اور ناکامیابی میں مساوی خیال رکھ کر،جوگ ثابت قدم ہو کر عمل کر۔کون سا عمل؟بے غرض عمل کر۔'समत्वां योग उच्यते' یہ مساوی احساس ہی جوگ کہلاتا ہے۔غیر مساوات جس میں نہ ہو،ایسا احساس مساوی کہلاتا ہے حصول زر اور کامیابیاں غیر مساوی بناتی ہیں،رغبت ہمیں غیر مساوی بناتی ہے،ثمرہ کی خواہش غیر مساوات پیدا کرتی ہے،لہٰذا ثمرہ کی خواہش نہ ہو،پھر بھی عمل کرنے میں عقیدت سے مبرا نہ ہو۔دیکھی سنی سبھی چیزوں میں رغبت کو ترک کر کے حصول اور غیر حصول کے متعلق نہ سوچ کر صرف جوگ میں قائم رہتے ہوئے عمل کر۔جوگ سے من متحرک نہ ہو۔

جوگ ایک انتہا کی حالت ہے اور ایک ابتدائی حالت بھی ہوئی ہے ابتداء میں بھی ہماری نظر منزل مقصود پر ہی رہنی چاہئے۔لہٰذا جوگ پر نگاہ رکھتے ہوئے عمل کا برتاؤ کرنا چاہئے

مساوی خیال یعنی کامیابی اورنا کامیابی میں مساوات کا خیال ہی جوگ کہلاتا ہے جس کو کامیابی اورنا کامیابی متزلزل نہیں کر پائی، غیر مساوات جس میں پیدا نہیں ہوتی، ایسا خیال ہونے کی وجہ سے یہ مساوی جوگ کہلاتا ہے، یہ معبود سے مساوات دلاتا ہے، لہٰذا اسے مساوی جوگ کہتے ہیں۔ خواہشات کا پوری طور سے ایثار ہے، لہٰذا اسے بے غرض عملی جوگ'' کہتے ہیں۔ عمل کرنا ہے، اس واسطے اسے عملی جوگ کہتے ہیں۔ پروردگار کا دیدار کرتا ہے، لہٰذا اس کا نام جوگ یعنی میزان ہے۔ اس میں کی سطح پر نظر رکھنی پڑتی ہے کہ کامیابی اورنا کامیابی میں مساوات کا خیال رہے، رغبت نہ ہو، ثمرہ کی خواہش نہ آنے پائے۔ لہٰذا یہی بے غرض عملی جوگ، عقلی جوگ بھی کہا جاتا ہے۔

दूरेण ह्यवरं कर्म बुद्धियोगाद्धनञ्जय।

बुद्धौ शरणमन्विच्छ कृपणाः फलहेतवः ॥४६॥

دھننجے۔ حیاسوز عمل، خواہشات سے مزین عمل عقلی جوگ سے بہت دور ہے، ثمرہ کی خواہش رکھنے والے بخیل ہیں وہ روح کے ساتھ رواداری نہیں کرتے، لہٰذا مساوات والے عقلی جوگ کا سہارا لے کر جیسی خواہش ہے ویسا مل بھی جائے تو اس کے تلذذ کیلئے جسم حاصل کرنا پڑے گا، جنم اور موت کا سلسلہ قائم ہے تو بھلائی کیسی؟ ریاضت کش کو تو نجات کی بھی خواہش نہیں رکھنی چاہئے کیوں نکہ خواہشات سے آزادی پالینا ہی تو نجات ہے۔ ثمرہ کے حصول کی فکر کرنے سے ریاضتی کا وقت بلاوجہ برباد ہو جاتا ہے اور ثمرہ حاصل ہونے پر وہ اسی ثمرہ میں الجھ جاتا ہے۔ اس کی ریاضت ختم ہو جاتی ہے۔ آگے وہ یاد رب کیوں کرے؟ وہاں سے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عقل مساوات سے جوگ کا برتاؤ کریں۔

راہ علم کو بھی شری کرشن نے عقلی جوگ کہا تھا کہ ارجن۔ یہ عقل تیرے لئے علمی جوگ کے متعلق کہی گئی اور یہاں بے غرض عملی جوگ کو بھی عقلی جوگ کہا گیا۔ در حقیقت دونوں میں سمجھ کا اور نظریات کا ہی فرق ہے۔ اس میں نفع ونقصان کا حساب وکتاب رکھ کر اس کی تحقیق

کر کے چلنا پڑتا ہے۔اس میں عقلیت کی سطح پر مساوات بنائے رکھنا پڑتا ہے۔لہٰذا اسے عقل مساوات جوگ کہا جاتا ہے ۔اس واسطے دھننجے ۔تو عقل مساوات جوگ کی پناہ حاصل کر، کیونکہ ثمرہ کے خواہش مند لوگ بے انتہا بخیل ہیں۔

बुद्धियुक्तो जहातीह उभे सुकृतदुष्कृते।
तस्माद्योगय युज्यस्व योगः कर्मसु कौशलम् ।।५०।।

عقل مساوات سے مزین انسان عذاب اور ثواب دونوں کو ہی اسی دنیا میں ترک کر دیتا ہے ،اس میں ملوث نہیں ہوتا ۔لہٰذا عقل مساوات جوگ کے لئے کوشش کر 'योगः कर्मसु कौशलम्' عقل مساوات کے ساتھ اعمال کرنے کی ہوشیاری ہی ''جوگ'' ہے۔

دنیا میں عمل کرنے کیلئے دو نظریئے رائج ہیں لوگ عمل کرتے ہیں،تو ثمرہ بھی ضرور چاہتے ہیں یا ثمرہ نہ حاصل ہو تو عمل کرنا ہی نہیں چاہتے ،مگر جوگ کے مالک شری کرشن ان اعمال کو بندش میں رکھنے والے ہیں۔ایسا بتاتے ہوئے عبادت ،کو ہی عمل مانتے ہیں۔اس بات میں انہوں نے عمل کا محض نام لیا ، باب ۳ کے نویں شلوک میں اس کی تشریح دی اور چوتھے باب میں عمل کی شکل پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔پیش کردہ شلوک میں شری کرشن نے دنیوی رواجوں سے الگ ہٹ کر عمل کرنے کا فن بتایا، کہ عمل تو کر،عقیدت کیساتھ کر،لیکن ثمرہ کے اختیار کو اپنی خوشی سے ترک کر دے۔ثمرہ جائے گا کہاں؟ یہی اعمال کا انجام دینے کا فن ہے۔ بے غرض ریاضت کش کی پوری طاقت اس طرح عمل میں لگی رہتی ہے۔عبادت کے لئے ہی تو جسم ہے۔پھر بھی تجسس فطری ہے۔کیا ہمیشہ عمل ہی کرتے رہنا ہے یا اس کا کچھ نتیجہ بھی نکلے گا؟اسے دیکھیں۔

कर्मजं बुद्धियुक्ता हि फलं त्यक्त्वा मनीषिणः।
जन्मबन्धविनिर्मुक्ताः पदं गच्छन्त्यनामयम् ।।५१।।

اسے دیکھیں عقلی جوگ سے مزین عالم حضرات اعمال سے پیدا ہونے والے ثمرہ کو ترک کر جنم اور موت کی بندش سے آزاد ہو جاتے ہیں۔وے مقدس لافانی اعلیٰ مقام کو حاصل

کرتے ہیں یہاں تین عقلوں کا تذکرہ ہے (۳۱ سے ۳۹) سانکھیہ فلسفہ میں دو نتیجے ہیں۔ جنت اور شرف (۳۹۔۵۱) عملی جوگ میں لگنے والی عقلی کا ایک ہی نتیجہ ہے۔آواگون سے نجات، شفاف، لافانی مقام کا حصول۔بس، یہ دو ہی جوگ کے طریقے ہیں۔اس کے علاوہ عقل جہالت سے مزین، وہ انتہا شاخوں والی ہے، جس کا ثمرہ اپنے فعل کے عیش کے لئے بار بار جنم اور موت میں ہے۔

ارجن کی نظر تینوں عوالم کے اقتدار اور دیوتاؤں (فرشتوں) کے مالکانہ تک ہی محدود تھی اتنے تک کیلئے بھی وہ جنگ کی طرف راغب نہیں ہو رہا تھا۔ یہاں شری کرشن اس کے سامنے ایک نئی حقیقت ظاہر کرتے ہیں کہ بے غرض عمل کے ذریعہ مقدس مقام حاصل ہوتا ہے۔ بے غرض عملی جوگ اعلیٰ مقام کو دلاتا ہے، جہاں موت کا دخل نہیں ہوتا۔اس عمل کی طرف جھکاؤ کب ہوگا؟

यदा ते मोहकलिलं बुद्धिर्व्यतितरिषयति।
तदा गन्तासि निर्वेदं श्रोतव्यस्य श्रुतस्य च ।।५२।।

جس دور میں تیری (ہر ایک ریاضت کش کی) عقل فریب والے شکل کے دلدل کو پوری طرح پار کرے گی، ذرا بھی فرفتگی نہ رہ جائے نہ اولاد میں نہ دولت میں، نہ عزت میں، ان سب سے لگاؤ ٹوٹ جائے گا۔اس وقت جو سننے لائق ہے۔اسے تو سن سکے گا۔اور سنے ہوئے کے مطابق بیراگ کو حاصل کر پائے گا یعنی اسے اپنی زندگی میں ڈھال سکے گا، ابھی تو جو سننے لائق ہے، اسے نہ تو تو سن پایا ہے اور برتاؤ کا تو سوال ہی نہیں کھڑا ہوتا۔اسی صلاحیت پر پھر روشنی ڈالتے ہیں۔

श्रुतिविप्रतिपन्ना ते यदा स्थास्यति निश्चला।
समाधावचला बुद्धिस्तदा योगमवाप्स्यसि ।।५३।।

مختلف قسم کے وید کے جملوں کو سن کر متزلزل ہوئی تیری عقل جب معبود میں مراقب ہو کر مستحکم، ساکن ہو کر ٹھہر جائے گی تب تو جوگ یعنی مساوات کو حاصل کرے گا۔مکمل

مساوات کی حالت کوحاصل کرے گا جسے مقدس اعلیٰ مقام، کہتے ہیں یہی جوگ کا آخری انجام ہے اوریہی غیر حصول کا حصول ہے ویدوں سے تو سبق ہی ملتا ہے لیکن شری کرشن فرماتے ہیں 'श्रूतिविप्रतिपन्ना'، صحیفۂ آسمانی (کے تمام وصولوں کو سننے سے عقل متزلزل ہوجاتی ہے۔ وصول یوں تو تمام سنے،لیکن جو سننے کے قابل ہے۔لوگ اسے دور ہی رہتے ہیں۔

یہ متزلزل عقل جس وقت مراقبہ میں قائم ہوجائے گی ،اس وقت تو جوگ کے انتہا ،لافانی مقام اعلیٰ کو حاصل کرے گا۔اس بات پرارجن کا تجسس لازمی تھا، کہ وہ عظیم انسان کیسے ہوتے ہیں، جومقدس مقام اعلیٰ میں قائم ہے۔مراقبہ میں جن کی عقل قائم ہے؟اس نے سوال کیا۔

ارجن بولا

स्थितप्रज्ञस्य का भाषा समाधिस्थस्य केशव।
स्थितधीः किं प्रभाषेत किमासीत व्रजेत किम्।।५४।।

جس میں طبیعت کا 'समाधीयते चित्तम् यस्मिन् स आत्मा एव समाधिः' ازالہ کیا جائے ،وہ روح ہی مراقبہ ہے،دائمی عنصر میں جومساوات حاصل کرے اسے مراقب کہتے ہیں ۔ارجن نے سوال کیا۔کیشو ۔مراقب ،ساکن عقل والے عظیم انسان کے کیا نشانات ہیں ؟مستقل مزاج انسان کیسے بولتا ہے؟وہ کیسے بیٹھتا ہے؟وہ کیسے چلتا ہے؟ چارسوالات ارجن نے کھڑے کیے ۔اس پر شری کرشن نے مستقل مزاج انسان کی نشانی بتاتے ہوئے کہا۔

بھگوان بولے۔

प्रजहाति यदा कामान्सर्वान्पार्थ मनोगतन्।
आत्मन्येवात्मना तुष्टः स्थितप्रज्ञस्तदोच्यते।।५५।।

پارتھ۔جب انسان میں موجودہ تمام خواہشات کوترک کردیتا ہے تب وہ روح سے ہی روح میں مطمئن ہوا مستقل مزاج والا کہا جاتا ہے۔ایثار پر ہی روح کا مکمل دیدار ہوتا ہے

ایسا روح میں محور ہنے والا (आत्माराम) خود اطمینان عظیم انسان ہی مستقل مزاج ہے.

दु:खेष्वनुद्विग्मना: सुखेषु विगतस्पृह:।

वीतरागभयक्रोध: स्थितधीर्मुनिरुच्यते।।५६।।

جسمانی، خدائی اور مادی تکلیفوں کے بناء پر جس کا دل بے قرار نہیں ہوتا عیش وآرام کے حصول میں جس کی آرزو ختم ہوئی ہے اور جس کے لگاؤ، خوف اور خوف غصہ ختم ہو گئے ہیں۔غور وفکر کی آخری حد پر پہونچا ہوا، صوفی مستقل مزاج کہا جاتا ہے۔اس کی دوسری پہنچان بتاتے ہیں۔

य:सर्वत्रानभिस्नेहस्तत्तत्प्राप्य शुभाशुभम्।

नाभिनन्दति न द्वेष्टि तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ।।५७।।

جوانسان ہر جگہ شفقت سے خالی ہوا، مبارک اور نا مبارک کو حاصل کرنے کے بعد نہ تو خوش ہوتا ہے اور نہ دشمنی ہی کرتا ہے اس کی عقل مستقل ہے۔مبارک وہ ہے، جو معبود کی شکل کی طرف راغب کرتا ہے۔نا مبارک وہ ہے، جو دنیا کی طرف جانے والا ہوتا ہے لیکن مستقل مزاج انسان مناسب حالات سے نہ خوش ہوتا ہے۔اور نہ غیر مناسب حالات سے نفرت کرتا ہے۔کیونکہ قابل حصول چیز نہ اس سے جدا ہے اور نہ گمراہ کرنے والے عیوب ہی اس کے لئے ہیں یعنی اب وسیلہ سے خود کا کوئی مطلب نہیں رہا۔ایسا انسان مستقل مزاج کہا جاتا ہے۔

यदा संहरते चायं कुर्मोऽङ्गनीव सर्वश:।

इन्द्रियाणीन्द्रियार्थेभ्यस्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता।।५८।।

جس طرح کچھوا سارے اعضاء کو سمیٹ لیتا ہے۔ٹھیک ویسے ہی یہ انسان جب ہر طرف سے اپنے حواس کو سمیٹ لیتا ہے۔تو اس کی عقل مستقل ہوتی ہے خطرے کو دیکھتے ہی جس طرح کچھوا اپنے سر اور پیر سمیٹ لیتا ہے۔ٹھیک اسی طرح جو انسان میں موضوعات میں متحرک حواس کو سب طرف سے سمیٹ کر دل کی دنیا میں قید کر لیتا ہے۔اس دور میں اس

انسان عقل راسخ ہوتی ہے۔لیکن یہ تو محض ایک نظیر ہے۔خطرے کا احساس ختم ہوتے ہی کچھوا تو اپنے اعضاء کو پھر پھیلا دیتا ہے۔کیا اسی طرح مستقل مزاج بھی لطف لینے لگتا ہے۔ اس پر فرماتے ہیں۔

विषया विनिवर्तन्ते निराहरस्य देहिनः।

रसपर्ज्यं रसोऽप्यस्य परं दृष्ट्वर्तते।।५६।।

حواس کے ذریعہ موضوعات کو نہ حاصل کرنے والے انسانوں کے موضوعات تو ختم ہو جاتے ہیں، کیونکہ وہ قبول ہی نہیں کرتے لیکن ان کا لگاؤ ختم نہیں ہوتا، ہوس بنی رہتی ہے سارے حواس کو موضوعات سے سمیٹنے والے بے غرض عامل کی انسیت بھی 'परं दृष्ट्वा' عنصر اعلیٰ پروردگار کا دیدار کر کے نجات پا لیتی ہے۔

عظیم انسان کچھوے کی طرح اپنی حواس کو موضوعات میں نہیں پھیلاتا ایک بار جب حواس سمٹ گئے تو تاثرات بھی مٹ جاتے ہیں پھر وے دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ بے غرض عملی جوگ کے برتاؤ کے ذریعہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ عام طور سے لوگ راہ ریاضت میں ہٹھ کر لیتے ہیں (ہٹھ ایک جوگ ہے) ہٹھ سے حواس روک کر وہ موضوعات سے چھٹکارا پا لیتے ہیں لیکن من میں ان کی فکر، لگاؤ بنا رہتا ہے یہ 'परं दृष्ट्वा' معبود کا دیدار کرنے کے بعد ہی ختم ہوتا ہے اس کے پہلے نہیں.

قابل احترام مہاراج جی، اس کے متعلق ایک واقعہ بتایا کرتے تھے گھر چھوڑنے سے پہلے انہیں تین بار نداء غیب ہوئی تھی۔ ہم نے عرض کیا '' مہاراج جی۔آپ کو ندائے غیب کیوں ہوئی 'ہم لوگوں کو تو نہیں ہوئی' تب اس پر مہاراج جی نے فرمایا '' ہو! این شنکا موہوں کے بھئی رہی''یعنی یہ شبہہ مجھے بھی ہوا تھا تب تجربہ میں آیا کہ میں سات جنم سے لگاتار سادھو ہوں، چار جنم تو سادھوؤں سا لباس پہنے، تلک لگائے، کہیں بھبھوتی چوتے ،کہیں کشکول لئے گھوم رہا ہوں جوگ کا طریقہ معلوم نہیں تھا لیکن گزشتہ تین جنم سے بہتر

سادھوہوں ، جیسا ہونا چاہئے مجھ میں ریاضت جوگ بیدار تھی ، پچھلے جنم میں نجات کے قریب پہونچ چکا تھا'' تقریباً نجات ملنے ہی والی تھی لیکن دوخواہشات باقی رہ گئی تھی۔ایک عورت اور دوسری گانجا۔ضمیر میں خواہشات تھی،لیکن باہر سے میں نے جسم کوراسخ رکھا۔من میں ہوس لگی تھی ۔لہٰذا جنم لینا پڑا۔جنم لیتے ہی معبود نے تھوڑے ہی وقت میں سب دیکھا سنا کر چھٹی دلادی دوتین طمانچہ دیا اور سادھو بنادیا، پھر یہی بات شری کرشن کہتے ہیں کہ حواس کے ذریعہ موضوعات کا اثر نہ قبول کرنے والے انسان کے بھی موضوعات تو ختم ہوجاتے ہیں،لیکن ریاضت کے ذریعہ عظیم المرتبت انسان معبود کا دیدار کرلینے پر موضوعات کے لگاؤ سے بھی چھٹکارا پالیتا ہے لہٰذا جب تک دیدار نہ ہو،عمل ہوگا،کرتے رہنا ہے۔

उर कछु प्रथम वासना रही। प्रभुपद प्रीति सरित सो बही।।

(रामचरित मानस, ५।४८।६)

حواس کوموضوعات سے سمیٹنا مشکل طلب ہے۔اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

यततो ह्यपि कौन्तेय पुरुषस्य विपश्चितः।

इन्द्रियाणि प्रमाथीनि हरन्ति प्रसभं मनः ।।६०।।

کون تے :-کوشش کرنے والے ذکی انسان کی بے قابو حواس اس کے دل پر زبردستی قبضہ کرلیتے ہیں۔متزلزل کردیتے ہیں۔لہٰذا

तानि सर्वाणि संयम्य युक्त आसीत मत्परः।

वशे हि यस्येन्द्रियाणि तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ।।६१।।

ان تمام حواس پر قابو حاصل کرکے، جوگ سے مزین اور خودسپردگی کے ساتھ میری پناہ میں آ، کیونکہ جس انسان کی حواس قابو میں ہوتے ہیں،اسی کی عقل راسخ ہوتی ہے، یہاں جوگ کے مالک شری کرشن ۔وسیلے کے ممنوعہ اعضاء کے ساتھ اس کے صحیح وصول والے پہلو پر زور دیتے ہیں۔صرف نفس کشی اور ممنوعات سے حواس قابو میں نہیں ہوتے ۔ خودسپردگی کے ساتھ معبود کی فکر ضروری ہے۔معبود کی فکر کی کمی کیوجہ سے دنیوی فکر حاوی

ہوگی جس کے برے نتائج شری کرشن کے ہی الفاظ میں دیکھیں۔

ध्यायतो विषयान्पुंसः सङ्गस्तेषूपजायते ।
सङ्गात्सञ्जायते कामः कामाक्त्रोधोऽभिजायते ।।६२।।

موضوعات کی فکر کرنے والے انسان کی ان موضوعات میں انسیت ہوجاتی ہے انسیت سے خواہشات پیدا ہوجاتی ہے۔خواہشات پوری ہونے میں خلل پڑنے سے غصہ پیدا ہوتا۔غصہ کیسے پیدا کرتا ہے۔

क्रोधाद् भवति सम्मोहः सम्मोहात् स्मृतिविभ्रमः।
स्मृतिभ्रंशाद् बुद्धिनाशो बुद्धिनाशात्प्रणश्यति ।।६३।।

غصہ سے خاص طرح کی جہالت یعنی بدعقلی پیدا ہوتی ہے۔دائمی اور وقتی چیزوں کی سمجھ نہیں رہ جاتی ہے۔ بدعقلی سے یادداشت غلط فہمی میں پڑ جاتی ہے (جیسا ارجن کو ہوا تھا 'भ्रमतीव च मे मनः' کیا کریں ،کیا نہ کریں۔اس کا فیصلہ نہیں ہو پاتا) یادداشت غلط فہمی میں پڑ جانے سے جوگ کی حامل عقل برباد ہوجاتی ہے۔اور عقل گم ہونے سے یہ انسان اپنے شرف کے وسیلہ سے گر جاتا ہے۔ 'گیتا' کے آخر میں اس نے کہا۔'नष्टो मोहः स्मृतिर्लब्धा।'

یہاں شری کرشن نے زور دیا کہ موضوعات کی فکر نہیں کرنی چاہئے۔ریاضت کش کو نام،شکل،فطرت حق ،اور مقام میں ہی کہیں لگے رہنا چاہئے۔یاد الٰہی میں کوتاہی کرنے پر من دنیوی موضوعات میں الجھ جائے گا۔دنیوی موضوعات کی فکر سے رغبت ہوجاتی ہے۔ رغبت سے اس دنیوی موضوع کی خواہش ریاضتی کے تحت ضمیر میں ہونے لگتی ہے۔خواہش پوی ہونے میں خلل پڑنے پر غصہ،غصہ سے بدعقلی بدعقلی سے یادداشت میں غلط فہمی اور غلط فہمی سے عقل گم ہوجاتی ہے۔بے غرض عملی جوگ کو عقلی جوگ کہا جاتا ہے،کیوں کہ عقلی سطح پر اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ خواہشات پیدا ہی نہ ہونے پائیں۔ثمرہ ہے ہی نہیں۔خواہش پیدا ہونے سے یہ عقلی جوگ برباد ہوجاتا ہے۔ 'साधन करिय विचारहीन् मन शुद्ध होय नहीं तैसे।'(विनय पत्रिका, पद संख्या115 ।3) خیال رکھنا ضروری ہے۔خیال نہ کرنے والا

انسان شرف کے وسیلے سے نیچے گر جاتا ہے۔ ریاضت کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے، پورے طور پر ختم نہیں ہوتا استعمال کے بعد ریاضت وہیں سے پھر شروع ہوتی ہے۔ جہاں پر رکاوٹ آئی تھی۔

یہ تو موضوعات کی طرف راغب ریاضت کش کی حالت ہے۔ خود مختار ضمیر والا ریاضت کش کس انجام کو حاصل کرتا ہے۔ اس پر شری کرشن کہتے ہیں

रागद्वेषवियुक्तैस्तु वियानिन्द्रियैश्ररन्।

आत्मवश्यैर्विधेयात्मा प्रसादमधिगच्छति।।६४।।

روح کو حاصل کرنے والے طریقوں سے باخبر بدیہی دیدار کرنے والا عظیم انسان خواہش اور حد سے خالی قابو میں کئے گئے اپنے حواس کے ذریعہ 'षिषयान् चरन्' دنیوی موضوعات میں سفر کرتا ہوا بھی 'प्रसाद मधिगच्छति' ضمیر کی پاکیزگی کو حاصل کرتا ہے اسکی نظر اپنے اوپر پوری طرح رہتی ہے۔ عظیم انسان کے لئے مقررہ طریقہ کی پابندی نہیں رہ جاتی۔ اس کے لئے کہیں نامبارک نہیں رہتا جس سے کہ وہ خود کی حفاظت کرے اور وہ اس کے لئے کوئی مبارک چیز باقی نہیں رہ جاتی جس کی وہ خواہش کرے۔

प्रसादे सर्वदुःखानां हानिरस्योपजायते।

प्रसन्नचेतसो ह्यशु बुद्धिः पर्यवतिष्ठते।।६५।।

رب کے مکمل رحم و کرم ''ربانیت'' سے مزین ہونے پر اس عظیم انسان کی ساری تکلیفیں ختم ہو جاتی ہیں، 'दुखालयम् अशाश्क्तम्' دنیوی موضوعات کی ضروریات ختم ہو جاتی ہے اس خوش مزاج انسان کی عقل جلد ہی اچھی طرح ساکن ہو جاتی ہے۔ لیکن جوگ سے مزین نہیں ہیں، ان کی حالت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

नास्ति बुद्धिदयुक्तस्य न चायुक्तस्य भावना।

न चाभावयतः शन्तिरशान्तस्य कुतः सुखम्।।66।।

جوگ کی ریاضت سے خالی انسان کی باطن میں بے غرض عمل والی عقل نہیں ہوتی

اس نااہل کے ضمیر میں احساس بھی نہیں ہوتا۔ احساس سے خالی انسان کو سکون کہاں ؟ اور بنا سکون والے انسان کو آرام کہاں ؟ جوگ کی ریاضت کرنے والے سے کچھ دیکھائی پڑنے پر ہی خیال بنتا ہے۔'जाने बिनु न होइ परतीती' سوچ کے بغیر سکون نہیں ملتا اور سکون سے خالی انسان کو آرام یعنی دائمی، ابدی کا حصول نہیں ہوتا۔

इन्द्रियाणां हि चरतां यन्मनोऽनुविधीयते।
तदस्य हरति प्रज्ञां वायुर्नावमिवाम्भसि ।।६७।।

پانی میں کشتی کو جس طرح ہوا اپنے قبضے میں لیکر اس کی منزل سے دور کر دیتی ہے، ٹھیک اسی طرح دنیوی موضوعات اور مبتلا حواس میں جس جس کے ساتھ من رہتا ہے، وہ ایک ہی حِس اس نااہل انسان کی عقل کو اِغوا کر لیتی ہے۔لہٰذا جوگ کا عمل لازمی ہے۔عملی برتاؤ پر شری کرشن پھر زور دیتے ہیں۔

तस्माद्यस्य महाबाहो निगृहीतानि सर्वशः।
इन्द्रियाणीन्द्रियार्थेभ्यस्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ।।६८।।

لہٰذا اے بازوعظیم ! جس انسان کے حواس، حواس کے موضوعات سے پوری طرح قابو میں کئے ہوئے ہوتے ہیں، اس کی عقل مستقل ہوتی ہے۔ بازو، عملی دائرہ کی علامت ہے۔معبود بازوئے عظیم اور بازو کے طویل کہے جاتے ہیں۔ وہ بلا دست و پا کے سبھی جگہ کام کرتے ہیں۔ان میں جو داخلہ پاتا ہے یا جو اسی ربانیت کی جانب بڑھ رہا ہے، وہ بھی، بازوئے عظیم ہے،شری کرشن اورارجن دونوں کو بازوئے عظیم کہا گیا ہے۔

या निशा सर्वभूतानां तस्यां जागर्ति संयमी।
यस्यां जाग्रति भूतानि सा निशा पश्यतो मुनेः।।६९।।

تمام مادّی جانداروں کے لئے وہ معبود شب کی طرح ہے، کیوں کہ دیکھائی نہیں دیتا، نہ سوچ ہی کام کرتی ہے۔لہٰذا شب کی طرح ہے۔اس شب میں معبود میں، نفس کش انسان اچھی طرح دیکھتا ہے، چلتا ہے جاگتا ہے، کیوں کہ وہاں اس کی پکڑ ہے۔جوگی نفس

کشتی کے ذریعے اس میں داخلہ پاجاتا ہے۔جن فانی دنیوی عیش وعشرت کے لئے تمام جاندار شب وروز محنت کرتے ہیں، جوگی کے لئے وہی شب ہے۔

रमा बिलासु राम अनुरागी। तजत बमन जिमि जन बड़भागी।।

(रामचरित मानस् 2 ।323 ।8)

جوگی نیک عمل کی راہ میں مسلسل چوکنا اور مادیاتی اثرات سے ہر طرح عاری ہوتا ہے۔رہی اُس معبود میں داخلہ پاتا ہے۔وہ رہتا تو دنیا میں ہی ہے۔لیکن اس پر دنیا کا اثر نہیں پڑتا۔عظیم انسان کی بودوباش کی عکاسی دیکھیں۔

आपूर्यमाणमचलप्रतिष्ठं

समुद्रमापः प्रविशन्ति यद्वत्।

तद्वत्कामा यं प्रविशन्ति सर्वे

स शान्तिमाप्नोति न कामकामी।।७०।।

جس طرح ہر جانب سے لبریز مستحکم عظمت والے سمندر میں ندیوں کا پانی بغیر اس میں ہل چل پیدا کئے بڑی تیزی سے اس میں سماں جاتا ہے،ٹھیک اسی طری معبود میں قائم، مستقل مزاج انسان میں سارے عیش بغیر کوئی خرابی پیدا کئے سماں جاتے ہیں۔ایسا انسان اعلیٰ سکون کو حاصل کرتا ہے، نہ کہ عیش وعشرت کو چاہنے والا۔

خوفناک بہاؤ والی ہزاروں ندیوں کی دھارائیں فصل کو تباہ کرتی ہوئی، دشمن جاں بنتی ہوئی، شہروں کو غرق کرتی ہوئی، تہلکہ مچاتی ہوئی بڑی تیزی سے سمندر میں گرتی ہیں، مگر سمندر کو نہ ایک انچ اوپر اٹھا پاتی ہیں اور نہ گرا ہی پاتی ہیں، بلکہ اسی میں تحلیل جاتی ہیں۔ٹھیک اسی طرح مستقل مزاج عظیم انسان کی طرف تمام عیش وعشرت کی چیزیں اتنے ہی زور دار ڈھنگ سے آتی ہیں۔لیکن اسی میں تحلیل ہوجاتی ہیں۔ان عظیم انسانوں میں مبارک خواہ نامبارک تاثرات نہیں ہو پاتے۔جوگی کے عمل نہ شفاف ہوتے ہیں نہ سیاہ، کیوں کہ جس طبیعت پر تاثرات اثر انداز ہوتے ہیں، وہ پابند اور تحلیل ہوگئی اس کے ساتھ ہی ربانیت کی

حالت آ گئی ۔اب تاثر پڑے بھی تو کہاں؟ اس ایک ہی شلوک میں شری کرشن نے ارجن کے کئی سوالات کا حل نکال دیا،ان کا تجسس تھا کہ مستقل مزاج عظیم انسان کی پہچان کیا ہے وہ کیسے بولتا ہے کیسے بیٹھتا ہے، کیسے چلتا ہے؟ شری کرشن نے ایک ہی لفظ میں جواب دیا کہ وے سمندر کے مانند ہوتے ہیں،ان کے لئے کیا کرنا چاہئے ،کیا نہیں کرنا چاہئے کہ وصول کی پابندی نہیں ہوتی کہ ایسے اٹھو بیٹھو اور ایسے چلو ۔ وے ہی اعلیٰ سکون کو حاصل کرتیہیں کیونکہ وہ نفس کش ہیں۔عیش وعشرت کی خواہشات والا سکون حاصل نہیں کرتا اسی پر پھر زور دیتے ہیں۔

विहाय कामान्यः सर्वान् पुमांश्चरति निःस्पृहः।
निर्ममो निरहङ्कारः स शान्तिमधिगच्छति।।७१।।

جو انسان سارے خواہشات کو ترک کر निमं سنگ دل یعنی میں اور میرے احساس وغرور اور دنیوی لگاؤ سے مبّرا ہو کر برتاؤ کرتا، وہ اس اعلیٰ سکون کو حاصل کرتا ہے،جس کے بعد کچھ بھی پانا باقی نہیں رہ جاتا۔

एषा ब्राह्मी स्थितिः पार्थ नैनां प्राप्य विमुह्यति।
स्थित्वास्यामन्त कालेऽपि ब्रह्मनिर्वाणमृच्छति।।७२।।

پارتھ ۔ مذکورۂ بالا حالت معبود کو حاصل کر لینے والے انسان کی حالت ہے ۔ سمندر کی طرح ان عظیم انسانوں میں دنیوی موضوعات ندیوں کی طرح تحلیل ہو جاتے ہیں وہ پوری طور سے متقی اور معبود کا بدیہی دیدار کرنے والے ہیں۔صرف 'انا الحق' پڑھ لینے سے یا زبان زد کر لینے سے یہ حالت نہیں ملتی۔ بذریعہ عمل ہی اس معبود کی حالت کو حاصل کیا جاتا ہے ۔ ایسا عظیم انسان عقیدت پر قائم رہتے ہوئے جسم کے آخری وقت میں بھی خدائی مسرت کو ہی حاصل کرتا ہے۔

مغز سخن

عام طور سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دوسرے باب میں گیتا تکمیل کو پہنچ گئی لیکن عمل کا محض نام لینے سے عمل پورا ہو جاتا ہو، تب تو گیتا کا اخیر مانا جا سکتا ہے۔ اس باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے یہی بتایا کہ۔ ارجن بے غرض عملی جوگ کے بارے میں سن، جسے جان کر تو دنیوی بندش سے آزاد ہو جائے گا۔ عمل کرنا تیرے اختیار میں ہے۔ ثمرہ میں کبھی نہیں۔ عمل کرنے میں تو لاعقیدت بھی نہ ہو مسلسل طور پر کرنے کیلئے تیار ہو جا۔ اس کے ثمرہ میں تو 'परं दृष्टवा'، اعلیٰ انسان (معبود) کا دیدار کر مستقل مزاج بن جائے گا۔ اعلیٰ سکون حاصل کرے گا لیکن اس کا خلاصہ نہیں کیا کہ عمل ہے کیا؟

یہ (सांख्ययोग) (اعلیٰ جوگ) نام کا باب نہیں ہے۔ یہ نام شریعت کے مصنف کا نہیں بلکہ شرح نویسوں کی دَین ہے وہ اپنی عقل کے مطابق ہی باتوں کو سمجھتے ہیں تو تعجب کیا ہے۔

اس باب میں عمل کی اہمیت۔ اس کو انجام دینے میں برتی جانے والی ہوشیاری اور باخبر (مستقل مزاج) کی پہچان بتا کر شری کرشن نے ارجن کے دل و دماغ میں عمل کے متعلق دلچسپی پیدا کی ہے۔ اسے کچھ سوالات دیئے ہیں۔ روح دائمی ہے ابدی ہے۔ اس کا علم حاصل کر رمز شناس بن۔ اِس کے حصول کے دو طریقے ہیں علمی جوگ اور بے غرض عملی جوگ۔

اپنی قوت کو سمجھ کر۔ نفع نقصان کا خود فیصلہ لیکر عمل میں لگ جانا راہ علم ہے اور اِلٰہ پر منحصر ہو کر خود سپردگی کے ساتھ اسی عمل لگ جانا راہ بے غرض عمل خواہ راہ عقیدت ہے۔ گو سوامی تلسی داس نے دونوں کا اظہار اِس طرح کیا ہے۔

मोरे प्रौढ़ तनय सम ग्यानी। बालक सुत सम दास अमानी।।
जनहि मोर बल निज बल ताही। दुहु कहँ काम-क्राध रिपु आही।।
(रामचरित मानस, 3।42।8-9)

دو طرح کے لوگ مجھے یاد کرنے والے ہیں۔ ایک راہِ علم والے، دوسرے راہِ

عقیدت والے بےغرض عمل کا راہی یا راہ عقیدت کا راہی میری پناہ لیر۔میرے سہارے چلتا ہےعلم کا جوگی اپنی صلاحیت کے مدنظراپنے نفع نقصان پرغور کرکے اپنے بھروسے چلتا ہے۔جب کہ دونوں کے دشمن ایک ہی ہیں۔علم کے راہی کوخواہش غصہ دشمنوں پر فتح حاصل کرنی ہےاور بےغرض عمل کے جوگی کوبھی انہیں سے جنگ کرنی ہے۔خواہشات کا ایثار دونوں کرتے ہیں اور دونوں راہوں میں کیا جانے والاعمل بھی ایک ہی ہے۔اس عمل کے ثمرہ میں اعلیٰ سکون کوحاصل کرے گا۔لیکن یہ نہیں بتایا کہ عمل ہے کیا؟ اب آپ کے بھی سامنے'عمل'ایک سوال ہے۔ارجن کےمن میں عمل کے لئےتجسس پیدا ہوا۔تیسرے باب کےشروع میں ہی اس نےعمل کےمتعلق سوال پیش کیا۔لہٰذا

اس طرح شری مدبھگود گیتا کی شکل میں اپنشد وعلم تصوف اورعلم ریاضت سےمتعلق شری اورراجن کےمکالمہ میں عملی تجسس نام کا دوسراباب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعہ لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا''،حقیقی گیتا'' میں عملی تجسس نام کا دوسراباب مکمل ہوا۔

।।हरीॐ तत्सत्।।।